آیات قرآنی بسلسلہ وراثت

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ اَوْلَادِكُمْ ق لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ج فَاِنْ كُنَّ نِسَاۤءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ج وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ط وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ج فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ج فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ط اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ ج لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ط فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا o
وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ج فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ط وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ج فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ط وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ج فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاۤءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ ج وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ o
يَسْتَفْتُوْنَكَ ط قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ط اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ج وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ط فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ط وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ط يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ o

(اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ اور پھر اگر نری لڑکیاں اگرچہ دو سے اوپر تو ان کو ترکہ کی دو تہائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا آدھا اور میت کے ماں باپ میں ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا اگر میت کے اولاد ہو پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کا تہائی پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا بعد اس وصیت کے جو کر گیا اور دَین کے، تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا۔ یہ حصہ باندھا ہوا ہے۔ اللہ کی طرف سے بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے)

(اور تمہاری بیویاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے۔ اگر ان کی اولاد نہ ہو پھر اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے جو وصیّت وہ کر گئیں اور دَین نکال کر اور تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے۔ اگر تمہارے اولاد نہ ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں جو وصیت تم کر جاؤ۔ اور دَین نکال کر اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا۔ پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب

تہائی میں شریک ہیں۔میت کی وصیت اور دَین نکال کر جس میں اس نے نقصان نہ پہنچایا، یہ اللہ کا ارشاد ہے۔اور اللہ علم والا حلم والا ہے)

(اے محبوب ! تم سے فتوی پوچھتے ہو تم فرمادو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتوی دیتا ہے اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہے تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا۔اگر بہن کی اولاد نہ ہو پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا دو تہائی اور اگر بھائی بہن ہو مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر۔اللہ تمہارے لئے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ۔اور اللہ ہر چیز جانتا ہے)

احادیث

حدیث ۱: بخاری ومسلم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فرض حصوں کو فرض حصے والوں کو دے دو اور جو بچ جائے وہ میت کے قریب ترین مرد کو دے دو۔

حدیث۲: بخاری ومسلم حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کافر کا وارث نہ ہوگا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوگا۔

حدیث۳: ترمذی وابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قاتل وارث نہیں ہوتا ہے۔

حدیث۴: ابوداؤد حضرت ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ نبی ﷺ نے دادی کے لئے چھٹا حصہ مقرر فرمایا جب ماں نہ ہو۔

حدیث ۵: ترمذی وابن ماجہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ وصیت سے پہلے قرض ادا کیا جائے گا اور حقیقی بہن بھائی وارث ہوں گے نہ علہ کی بہن بھائی۔

حدیث ٦: احمد ترمذی ابوداؤد وابن ماجہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد ابن ربیع کی بیوی سعد سے اپنی دو بیٹیوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائی اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ دونوں سعد کی بیٹیاں ہیں۔ان کا باپ آپ کے ساتھ اُحد میں شہید ہو گئے اور ان کے چچا نے کُل مال لے لیا ہے ان کے لئے کچھ نہیں چھوڑا اور جب تک ان کے پاس مال نہ ہو ان کی شادی نہیں کی جاسکتی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمادے گا۔تو آیت میراث نازل ہوگئی اور رسول اللہ ﷺ نے ان لڑکیوں کے چچا کے پاس یہ حکم بھیجا کہ سعد کی دونوں بیٹیوں کی دو ثلث (دو تہائی) دے دو اور لڑکیوں کی ماں کو آٹھواں حصہ دے دو اور جو باقی بچے وہ تمہارا ہے۔

حدیث ۷: بخاری ہزیل ابن شرجیل سے راوی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ میت کی ایک بیٹی اور ایک پوتی اور ایک بہن کو ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے گا تو انہوں نے فرمایا کہ میں وہی فیصلہ

کروں گا جو نبیﷺ نے فیصلہ کیا تھا۔ بیٹی کا نصف ہے پوتی کا چھٹا حصہ (تکملة لثلثین) اور جو باقی بچا وہ بہن کا ہے۔

حدیث ۸: امام مالک واحمد وترمذی ابوداؤد ودارمی وابن ماجہ حضرت قبیصہ بن زویب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضور نے دادی کو چھٹا حصہ دیا تھا۔

حدیث ۹: ابن ماجہ ودارمی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ جب بچہ زندہ پیدا ہوتو اس پر نماز بھی پڑھی جائے گی اور اس کو وارث بھی بنایا جائے گا۔

حدیث ۱۰: امام مالک واحمد وترمذی وابوداؤد ودارمی وابن ماجہ حضرت قبیصہ ابن ذویب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ ایک دادی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی میراث کے بارے میں سوال کیا تھا تو آپ نے صحابہ کرام سے معلومات کی تو حضرت مغیرہ ابن شُعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہﷺ نے میری موجودگی میں دادی کو چھٹا حصہ دیا تھا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی فیصلہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھی ایک دوسری دادی نے اپنی میراث کا سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا وہی چھٹا حصہ دادیوں کا ہے اگر دو ہوں گی تو دونوں اس میں شریک ہو جائیں گی اور ایک ہوگی تو اسے مل جائے گی۔

حدیث ۱۱: دارمی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ انھوں نے فرمایا فرائض کو سیکھو اس لئے کہ وہ تمہارے دین میں سے ہے۔

حدیث ۱۲: دارمی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا جب کسی عورت کے مرنے کے وقت اس کا شوہر اور ماں باپ ہوں تو شوہر کو نصف ملے گا اور ماں کو باقی کا تہائی۔

حدیث ۱۳: دارمی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ شوہر کے مرنے کے وقت جب اس کی بیوی اور ماں باپ ہوں تو بیوی کو چوتھائی اور ماں کو باقی کا تہائی ملے گا۔

حدیث ۱۴: دارمی اسود ابن یزید سے راوی ہیں کہ حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بیٹی اور ایک بہن وارث ہونے کی صورت میں یہ فیصلہ کیا کہ بیٹی کو نصف اور بہن کو نصف ملے گا۔

حدیث ۱۵: دارمی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے خنثیٰ کے بارے میں کہ جب اس میں مرد اور عورت دونوں کے اعضاء ہوں تو جس عضو سے پیشاب کرے گا اس کے اعتبار سے ترکہ دیا جائے گا۔

حدیث ۱۶: دارمی میں روایت ہے کہ حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب چند لوگ دیوار گرنے یا ڈوب جانے سے ایک ساتھ مر جائیں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے زندہ لوگ ان کے وارث ہوں گے۔

حدیث ۱۷: دارمی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ ماموں اس

میت کا وارث ہے جس کا اور کوئی وارث نہ ہو۔

ان حقوق کا بیان جن کا تعلق میّت کے ترکہ سے ہے

مسئلہ ۱: جب کوئی مسلمان اس دار فانی سے کوچ کر جائے تو شرعاً اس کے ترکہ سے کچھ احکام متعلق ہوتے ہیں۔ یہ احکام چار ہیں:۔

(۱) اس کے چھوڑے ہوئے مال سے اس کی تجہیز و تکفین مناسب انداز میں کی جائے۔ (محیط بحوالہ عالمگیری ص ۴۴۷) اس کا تفصیلی بیان اس کتاب کے حصہ چہارم میں موجود ہے۔

(۲) پھر جو مال بچا ہو اس سے میّت کے قرضے چکائے جائیں۔ قرض کی ادائیگی وصیت پر مقدم ہے کیونکہ قرض فرض ہے جب کہ وصیت کرنا ایک نفلی کام ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے قرض وصیت سے پہلے ادا کرایا۔ (ابن ماجہ، دارقطنی و بیہقی)

مسئلہ ۲: قرض سے مراد وہ قرض ہے جو بندوں کا ہو۔ اس کی ادائیگی وصیت پر مقدم ہے۔

مسئلہ ۳: اگر میت نے کچھ نمازوں کے فدیہ کی یا روزوں کے فدیہ کی یا کفارہ کی یا حج بدل کی تو تمام چیزیں ادائیگی قرض کے بعد ایک تہائی مال سے ادا کی جائیں گی۔ اور اگر بالغ ورثاء اجازت دیں تو تہائی سے زیادہ مال سے بھی ادا کی جاسکتی ہیں۔

وصیّت: ادائیگی قرض کے بعد وصیت کا نمبر آتا ہے۔ قرض کے بعد جو مال بچا ہو اس کے تہائی سے وصیتیں پوری کی جائیں گی۔ ہاں اگر سب ورثہ بالغ ہوں اور سب کے سب تہائی مال سے زائد سے وصیت پوری کرنے کی اجازت دے دیں تو جائز ہے۔ (خانیہ بحوالہ عالمگیری ج ۶ ص ۴۴۷)

میراث: وصیت کے بعد جو مال بچا ہو اس کی تقسیم درج ذیل ترتیب کے ساتھ عمل میں آئے گی۔

(۱) ان وارثوں میں تقسیم ہوگا جو قرآن حدیث یا اجماع امت کی رو سے اصحاب فرائض (مقررہ حصوں والے ہیں)

اگر اصحاب فرائض بالکل نہ ہوں یا ان کے بعد بھی جو کچھ مال بچا ہو تو درج ذیل وارثوں میں علی الترتیب تقسیم ہوگا۔

(۲) عصبات نسبیہ (۳) عصبات سببیہ (یعنی آزاد کردہ غلام کا آقا) (۴) عصبۂ سببی کا نسبہ عصبہ پھر سببی عصبہ (۵) ذوی الفروض انسبیہ کو ان کے حقوق کی مقدار میں دوبارہ دیا جائے گا۔ (۶) ذوی الارحام (۷) مولیٰ الموالاۃ (۸) پھر وہ شخص جس کے نسب کا مرنے والے نے کسی دوسرے پر اس طرح اقرار کیا ہو کہ اس کا نسب اس کے اقرار کی وجہ سے ثابت نہ ہوسکا یعنی جس پر نسب کا اقرار کیا ہو اس نے تصدیق نہ کی ہو بشرطیکہ اقرار کنندہ اپنے اقرار پر مرا ہو۔ مثلاً مرنے والے نے ایک شخص کے بارے میں یہ اقرار کیا کہ یہ میرا بھائی ہے اب اس اقرار کا مفہوم یہ ہوا کہ اس شخص کا نسب میرے باپ سے ثابت ہے اور باپ اس کو اپنا بیٹا

تسلیم نہیں کرتا ہے۔ (۹) پھر جو بچا ہو وہ اس شخص کو دیا جائے جس کے لئے میّت نے کُل مال کی وصیت کی تھی۔ (۱۰) اور پھر بھی بچے تو بیت المال میں جمع ہوگا۔ (عالمگیری ج ٦ ص ۴۴۷) اس زمانے میں بیت المال کا نظام نہیں ہے اس لئے صدقہ کر دیا جائے۔

واضح رہے کہ یہ دس قسم کے وارث ہیں ان کی تفصیلات آئیں گی۔

میراث سے محروم کرنے والے اسباب

بعض اسباب ایسے ہیں جو وارث کو میراث سے شرعاً محروم کر دیتے ہیں اور وہ چار ہیں:

(۱) غلام ہونا۔ یعنی اگر وارث غلام ہے خواہ کلیۃً غلام ہو یا مدبر ہو یا ام ولد ہو یا مکاتب ہو تو وہ وارث نہ ہو گا۔ (شریفیہ ص ۱۰، عالمگیری ج ٦ ص ۴۵۲، تبیین الحقائق ص ۲۳۱)

(۲) مورث کا قاتل ہونا۔ اس سے مراد ایسا قتل ہے جس کی وجہ سے قاتل پر قصاص یا کفارہ واجب ہوتا ہو ان امور کی تفصیلات اس کتاب کے اٹھارہویں حصے میں مذکور ہیں۔

(۳) دین کا اختلاف۔ یعنی مسلمان کافر اور کافر مسلمان کا وارث نہ ہوگا۔ عام صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرت علی و زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہی فیصلہ ہے نیز یہ حدیث بھی ہے لا تـوارث اھـل مِـلَّتَيْن شتـیٰ یعنی دو مختلف ملتوں کے افراد ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔ (سنن دارمی، ابوداؤد وغیرہ)

مسئلہ ۱: اگر کوئی مسلمان مرتد ہو گیا معاذ اللہ تو مرتد ہونے کی وجہ سے اس کے اموال اس کی ملکیت سے خارج ہو جاتے ہیں پھر اگر دوبارہ اسلام لے آئے اور کفر سے توبہ کر لے تو مالک ہو جائے گا اور اگر کفر ہی پر مر گیا تو زمانہ اسلام کے جو اموال ہیں ان میں سے زمانہ اسلام کے قرضے ادا کئے جائیں گے اور باقی اموال مسلمان ورثاء لے لیں گے اور ارتداد کے زمانے میں جو کمایا ہے اس سے ارتداد کے زمانے کے قرضے ادا کئے جائیں گے اور اگر کچھ بچ جائے تو وہ غرباء پر صدقہ کر دیا جائے گا۔ (ہدایہ ج ۲ ص ٦۰۱، عالمگیری ج ٦ ۴۵۵)

مسئلہ ۲: گمراہ اور بدعتی لوگ جن کی تکفیر نہ کی گئی ہو وہ وارث بھی بنیں گے اور مورث بھی۔

مسئلہ ۳: قادیانی بھی مرتد ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۴: مرتد غلام جب اپنے ارتداد پر مر جائے تو اس کے زمانہ اسلام اور زمانہ ارتداد کے تمام اموال اس کے وارثوں پر تقسیم کر دیئے جائیں گے۔ (عالمگیری ج ٦ ص ۴۵۵)

مسئلہ ۵: وہ لوگ جو انبیاء علیہم السلام کی صریح توہین کے مرتکب ہوں یا شیخین رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیں وہ بھی وارث نہ ہوں گے۔

(۴) ملکوں کا اختلاف۔ یعنی یہ کہ وارث اور مورث (یعنی مرنے والا شخص کہ جس کی میراث تقسیم ہوگی) دو مختلف ملکوں کے باشندے ہوں تو اب یہ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔

مسئلہ ا: ملکوں کے اختلاف سے شرعاً مراد یہ ہے کہ دونوں ملکوں کو اپنی الگ افواج ہوں اور وہ ایک دوسرے کا خون حلال سمجھتے ہوں۔ (شریفیہ ص ۲۰، عالمگیری ج ۶ ص ۴۰۴)

مسئلہ ۲: ملکوں کا اختلاف غیر مسلموں کے حق میں ہے یعنی یہ کہ اگر ایک عیسائی مسلمانوں کے ملک میں ہے اور اس کا رشتہ دار دوسرے ملک میں ہے جو دارالحرب ہے تو اب یہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۴۰۴)

مسئلہ ۳: اگر مسلمان تجارت کی غرض سے یا کسی اور غرض سے دارالحرب میں چلا گیا اور وہیں مرگیا مسلمان کو حربیوں نے قیدی بنا کر رکھ لیا اور وہ دارالحرب میں مرگیا تو اس کے رشتہ دار جو دارالاسلام میں ہیں اس کے وارث ہوں گے۔ (شریفیہ ص ۲۱، عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۴)

مسئلہ ۴: پاکستان کے مسلمان اور وہ مسلمان جو ہندوستان، امریکہ، یورپ یا کہیں اور رہتے ہوں، ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ (م)

مسئلہ ۵: اگر وارث اور مورث مسلمانوں کے دو گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں جو آپس میں نبرد آزما ہیں اور دونوں کی الگ فوجیں ہیں تب بھی وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ (شریفیہ ص ۲۱)

مسئلہ ۶: مستامن اگر ہمارے ملک میں مرجائے اور اس کا مال ہو تو ہم پر لازم ہے کہ اس کا مال اس کے وارثوں کو بھیجیں اور اگر ذمی مرجائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کا مال بیت المال میں جائے گا۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۴)

مسئلہ ۷: کفار کے مختلف گروہ مثلاً نصرانی، یہودی، مجوسی، بت پرست سب ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۴)

اصحاب فرائض کا بیان

یہ حصے جن کا ذکر ہوا شرعی طور پر بارہ قسم کے افراد کے لئے مقرر ہیں ان کو اصحاب فرائض کہتے ہیں ان میں سے چار مرد اور آٹھ عورتیں ہیں۔

مرد یہ ہیں۔ (۱) جد صحیح یعنی دادا، (۲) پردادا (اوپر تک) (۳) ماں جایا بھائی (۴) شوہر۔

عورتیں یہ ہیں۔ (۱) بیوی (۲) بیٹی (۳) پوتی (نیچے تک) (۴) حقیقی بہن (۵) باپ شریک بہن (۶) ماں شریک بہن (۷) ماں (۸) جدہ صحیحہ۔

مسئلہ ا: جد صحیح اس دادا کو کہتے ہیں جن کی میت کی طرف نسبت میں مونث کا واسطہ بیچ میں نہ آئے۔ جیسے باپ کا دادا اور دادا کا باپ۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۴۴۸)

مسئلہ ۲: جد فاسد اس کو کہتے ہیں جس کی میت کی طرف نسبت میں مونث کا واسطہ آئے جیسے ماں کا باپ جس کو ہم نانا کہتے ہیں۔ یا ماں کے باپ کا باپ یا دادی کا باپ۔

مسئلہ۳: جدہ صحیحہ وہ دادی ہے جس کی نسبت میت کی طرف کی جائے تو درمیان میں جد فاسد کا واسطہ نہ آئے لہٰذا باپ کی ماں اور ماں کی ماں دونوں جدہ صحیحہ ہیں۔

مسئلہ۴: جدہ فاسدہ وہ دادی یا نانی ہے جس کی میت کی طرف نسبت میں جد فاسد آجائے۔ جیسے نانا کی ماں اور دادی کے باپ کی ماں۔ (شریفیہ ص۲۳)

مسئلہ۵: جد صحیح اور جدہ صحیحہ اصحاب فرائض سے ہیں جب کہ جد فاسد اور جدہ فاسدہ اصحاب فرائض میں سے نہیں بلکہ ذوی الارحام میں سے ہیں ان کا مفصل بیان ذوی الارحام کی بحث میں آئے گا۔ (شریفیہ ص۲۳)

باپ کے حصوں کا بیان

مسئلہ۱: باپ کی تین مختلف حالتیں ہیں اور ہر حالت میں اس کا الگ حصہ ہے۔

مسئلہ۲: جب باپ کے ساتھ میت کا کوئی بیٹا یا پوتا (نیچے تک) ہو تو باپ کو کُل مال میں سے صرف چھٹا حصہ ملے گا۔ (یعنی ۶/۱۔ عالمگیری ج۶ ص ۴۴۸)

مثلاً۔۱۔ مسئلہ۶

باپ	بیٹا
۱	۵

یا۔۲۔ مسئلہ۶

باپ	پوتا
۱	۵

مسئلہ۳: اگر باپ کے ساتھ میت کی بیٹی یا پوتی (نیچے تک) ہے تو باپ کو چھٹا حصہ بطور صاحب فرض کے ملے گا اور اگر تقسیم کے بعد بچ جائے تو وہ باپ کو بطور عصبہ کے ملے گا۔ (عالمگیری ج۶ ص ۴۴۸، خزانۃ المفتین)

مثلاً۔۱۔ مسئلہ۶

باپ	بیٹی
۱+۲=۳	۳

یا۔۲۔ مسئلہ۶

باپ	پوتی
۱+۲=۳	۳

مسئلہ۴: جب باپ کے ساتھ میت کا بیٹا یا بیٹی یا پوتا یا پوتی (نیچے تک) نہ ہو تو باپ کو صرف بطور عصوبت اصحاب فرائض سے بچ جانے کے بعد ہی ملے گا اور اس صورت میں کوئی معین حصہ نہیں بلکہ جو کچھ بچا ہوگا وہ سب باپ کو ملے گا۔ (سراجی ص ۷)

مثلاً = مسئلہ ۳

ماں	باپ
۱	۲

جدصحیح کے حصوں کا بیان

مسئلہ۱: جب باپ نہ ہوتو دادا (جدصحیح) سوائے چندصورتوں کے باپ ہی کی طرح ہے۔ (سراجی ص ۷ ، شریفیہ ص۲۴)

مثال ۔۱ ۔ مسئلہ ٦

دادا	بیٹا
۱	۵

مثال ۔۲۔ مسئلہ ٦

دادا	پوتا
۱	۵

مثال ۔۳ ۔ مسئلہ ٦

دادا	بیٹی
۱+۲=۳	۳

مثال ۔۴۔ مسئلہ ٦

دادا	پوتی
۱+۲=۳	۳

مثال ۔۵۔ مسئلہ ٦

ماں	دادا
۱	۲

مسئلہ۲: باپ کی ماں ، باپ کے ہوتے ہوئے میراث سے محروم ہوگی مگر دادا کے ہوتے ہوئے محروم نہ ہوگی۔ (شریفیہ ص۲۴)

مثال۔۱ ۔ مسئلہ۱		مثال۔۲۔ مسئلہ۶	
دادی	باپ	دادا	دادی
محروم	۱	۵	۱

مسئلہ۳: اگرشوہر یا بیوی کا انتقال ہو جائے اور دونوں میں سے کوئی ایک زندہ ہو اور اس کے ساتھ میت کے ماں باپ بھی ہوں تو اس صورت میں باپ تو ماں کے حصہ کو گھٹا دے گا کہ شوہر یا بیوی کے حصہ کے بعد جو بچے گا وہ اس کا تہائی پائے گا اور اگر باپ کی جگہ دادا ہو تو وہ ماں کا حصہ نہیں گھٹا سکتا بلکہ ماں ، دادا کے ہوتے ہوئے پورے مال کا تہائی پائے گی ۔اس کو مثال سے یوں سمجھنا چاہیئے ۔

مثال۔۱ ۔ مسئلہ۶

باپ	ماں	شوہر
۲	۱	۳

اس کی توضیح یہ ہے کہ شوہر کو نصف ملا ، اور ماں کو شوہر کا حصہ نکالنے کے بعد جو بچا تھا۔اس میں سے تہائی ملا حالانکہ ماں کا حصہ کل مال کی تہائی ہے اور اس کی وجہ سے کہ اگر ہم ماں کو کل ماں کا تہائی دیتے ہیں تو اس کا حصہ باپ کے برابر ہو جاتا جو درست نہیں ۔اس لئے باپ نے ماں کے حصہ کو گھٹا دیا جب کہ دادا ایک واسطہ ہو جانے کی وجہ سے ایسا نہیں کرسکتا۔مثال ملاحظہ ہو۔(مصنف)

مثال۔۲۔ مسئلہ۱۲

ماں	بیوی	دادا
۴	۳	۵

اس صورت میں ماں کو پورے مال کا تہائی ملے گا۔یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے۔

مسئلہ۴: حقیقی بھائی یا بہن ہوں یا علاّتی ہوں یا اخیافی سب کے سب باپ کے ہوتے ہوئے بالاتفاق محروم ہو جاتے ہیں جب کہ دادا کے ہوتے ہوئے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک محروم ہوتے ہیں فتویٰ اس پر ہے ۔(عالمگیری ج۶ ص ۴۴۸، کافی سراجی ص ۱۱)۔ مثالیں ملاحظہ ہوں ۔

مثال۔ا۔ مسئلہا

حقیقی بھائی	حقیقی بہن	باپ
محروم	محروم	ا

مثال۔۲۔ مسئلہا

بہن	بھائی	دادا
م	م	ا

مسئلہ۵: باپ کے ہوتے ہوئے دادا محروم رہے گا کیونکہ رشتہ داری میں اصل باپ ہی ہے۔

مثال مسئلہا

دادا	باپ
۳	ا

ماں شریک بھائیوں اور بہنوں کے حصوں کا بیان

مسئلہا: اگر ماں شریک بھائی یا بہن صرف ایک ہے تو اسے چھٹا حصہ ملے گا ۱/۶۔ عالمگیری ج۶ ص۴۴۸)

مثال۔ مسئلہ۶

چچا	ماں شریک بھائی	شوہر
۲	ا	۳

مسئلہ۲: اگر ماں شریک بھائی یا بہن دو یا دو سے زائد ہوں تو وہ سب ایک تہائی ۱/۳ میں شریک ہو جائیں گے۔ اور ان کا بھائی بہنوں کو برابر حصہ ملے گا۔ (سراجی ص ۷)

مثال۔ مسئلہ۱۲

بیوی	ماں شریک بھائی	ماں شریک بہن	چچا
۳	۱	۲	۵

مسئلہ۳: ماں شریک بھائی یا بہن میت کے بیٹا بیٹی ، پوتا پوتی (نیچے تک) باپ یا دادا کے ہوتے ہوئے محروم ہو جائیں گے۔(عالمگیری ج۶ص۴۵۰)

مثال۔۱۔ مسئلہ۱

باپ	ماں شریک بھائی
۱	م

مثال۔۲۔ مسئلہ۱

دادا	ماں شریک بھائی
۱	م

نوٹ: ماں شریک بہنیں بھی عام حالتوں میں ماں شریک بھائیوں کی طرح ہیں

شوہر کے حصوں کا بیان

مسئلہ۱: شوہر کو کل مال کا آدھا ۱/۲اس صورت میں ملے گا جب کہ اس کے ساتھ میت کا کوئی بیٹا یا بیٹی یا پوتا پوتی (نیچے تک) نہ ہو۔(عالمگیری ج۶ص۴۵، درمختار ج۵ص۶۷۶)

مثال ۔ مسئلہ۲

شوہر	باپ
۱	۱

مسئلہ۲: اگر شوہر کے ساتھ میت کا کوئی بیٹا بیٹی پوتا پوتی (نیچے تک) ہو تو اس صورت میں شوہر کو چوتھائی حصہ ملے گا۔ ۱/۴ (عالمگیری ج۶ص۴۵۰، درمختار ج۵ص۶۷۶)

مثال ۔۱۔ مسئلہ۴

بیٹا	شوہر
۳	۱

مثال ۔۲۔ مسئلہ۴

بیٹی	چچا	شوہر
۲	۱	۱

مثال ۔۳۔ مسئلہ۴

شوہر	پوتا
۱	۱

بیویوں کے حصّوں کا بیان

مسئلہ۱: اگر میّت کی بیوی کے ساتھ میت کا بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی نہ ہو تو اس کو کُل مال کا چوتھائی ۱/۴ ملے گا۔ (عالمگیری ج ۶ص ۵۰، درمختار ج۵ص۶۷۴)

مثال ۔ مسئلہ۴

بیوی	بھائی
۱	۳

مسئلہ۲: اگر میت کی بیوی کے ساتھ میت کا بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی ہو تو اس کو آٹھواں حصہ ملے گا، ۱/۸ ۔ عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۰، درمختار ج۵ص۶۷۴)

مثال۔ مسئلہ ۸

بیٹا	بیوی
۷	۱

مثال۔ مسئلہ ۸

پوتا	بیوی
۷	۱

حقیقی بیٹیوں کے حصّوں کا بیان

مسئلہ ۱: اگرصرف ایک بیٹی ہوتواس کوآدھا ۲/۱ ملے گا۔(عالمگیری ج ٦ ص ۸۴۸، درمختار ج ۵ ص ٦۷٦)

مثال۔ مسئلہ ٦

باپ	بیٹی
۱+۲=۳	۳

مسئلہ ۲: اگر بیٹیاں دو یا دو سے زائد ہوں تو ان سب کو دوتہائی ۳/۲ ملے گا۔اوران میں برابر برابر تقسیم ہو گا۔ (عالمگیری ج ٦ ص ۴۴۸، درمختار ج ۵ ص ٦۷٦)

مسئلہ ۳

بیٹی	بیٹی	بھائی
۱	۱	۱

مسئلہ ۳: اوراگر بیٹی کے ساتھ میت کالڑکا بھی ہوتو بیٹااور بیٹی دونوں عصبہ بن جائیں گےاور مال بطورعصو بت دونوں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ بیٹے کو بہ نسبت بیٹی کے دوگنا دیا جائے گا۔(عالمگیری ج ٦ ص ۴۴۸، درمختار ج ۵ ص ٦۷٦)

مثال۔ا۔ مسئلہ۴

شوہر	بیٹی	بیٹا
ا	ا	۲

مثال۔۲۔ مسئلہ۴ / ۲۴

شوہر	بیٹی	بیٹی	بیٹا	بیٹا
ا/٦	۳	۳	٦	٦

پوتیوں کے حصوں کا بیان

مسئلہا: اگر میت کے بیٹا بیٹی نہیں صرف ایک پوتی ہے تو اس کو آدھا ۲/۱ ملے گا۔ (عالمگیری ج ٦ ص ۴۴۸، درمختار ج ۵ص ٦۷٦)

مثال۔ مسئلہ۸

بیوی	چچا	پوتی
ا	۳	۴

مسئلہ۲: اگر میت کا بیٹا بیٹی نہیں ہے دو پوتیاں ہیں یا دو سے زائد تو وہ دو تہائی میں شریک ہوں گی۔ (عالمگیری ج ٦ ص ۴۴۸، درمختار ج ۵ص ٦۷٦)

مثال۔ مسئلہ۸

شوہر	چچا	پوتی	پوتی	پوتی	پوتی
۳	ا	۲	۲	۲	۲

مسئلہ۳: اگر میت کی ایک بیٹی ہے تو پوتی ایک ہو یا ایک سے زائد وہ سب کی سب چھٹے حصے ٦/ا میں شریک ہوں گی

تا کہ لڑکیوں کا حصہ دو تہائی پورا ہو جائے اس سے زائد نہ ہو کیونکہ قرآن کریم میں لڑکیوں کا حصہ دو تہائی سے زائد کسی صورت میں نہیں ہے۔ اب آدھا تو حقیقی بیٹی نے قوت قرابت کی وجہ سے لے لیا تو صرف چھٹا حصہ ہی باقی رہا جو پوتیوں کو مل جائے گا۔ (شریفیہ ص ۳۴، عالمگیری ج ٦ ص ۴۴۸، درمختار ج ۵ ص ٦٧٦)

مثال۔

مسئلہ ۱۲

شوہر	بیٹی	پوتی	پوتی	چچا
۳	٦	۱	۱	م

مسئلہ ۴: پوتیاں حقیقی بیٹیوں کے ہوتے ہوئے محروم ہو جائیں گی بشرطیکہ میت کا کوئی پوتا، پر پوتا (نیچے تک) موجود نہ ہو۔ (عالمگیری ج ٦ ص ۴۴۸، درمختار ج ۵ ص ٦٧٦)

مثال۔

مسئلہ ۲۴

زوجہ	بیٹی	بیٹی	پوتی	چچا
۳	۸	۸	م	۵

مسئلہ ۵: اگر پوتیوں کے ساتھ میت کی دو حقیقی بیٹیاں بھی موجود ہیں اور پوتا یا پر پوتا (نیچے تک) ہو تو پوتیاں، پوتے یا پر پوتے کے ساتھ عصبہ ہو جائیں گی۔ (عالمگیری ج ٦ ص ۴۴۸، درمختار ج ۵ ص ٦٧٦)

مثال۔۱۔ مسئلہ۳ / ۹

بیٹی	بیٹی	پوتی		پوتا
۱/۳	۱/۳	۱	(۱/۳)	۲

مثال۔۲۔ مسئلہ۳ / ۹

بیٹی	بیٹی	پوتی		پرپوتا
۱/۳	۱/۳	۱	(۱/۳)	۲

مسئلہ۶: پوتیوں کے ساتھ اگر میت کا بیٹا ہوتو پوتیاں محروم ہو جائیں گی۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۴۴۸ ، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال۔۱۔ مسئلہ۱

پوتی	پوتی	بیٹا
م	م	۱

حقیقی بہنوں کے حصّوں کا بیان

مسئلہ۱: اگرایک بہن ہے اسے آدھا ۲/۱ ملے گا۔ (عالمگیری ج۶ص ۴۴۸، درمختار ج۵ص ۶۷۶)

مثال۔ مسئلہ۲

بہن	چچا
۱	۱

مسئلہ۲: اگر بہنیں دو یا دو سے زائد ہیں تو دو تہائی ۲/۳ میں شریک ہوں گی۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۴۴۸، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال۔ مسئلہ۳

بہن	بہن	چچا
۱	۱	۱

مسئلہ۳: اگر میت کی بہنوں کے ساتھ میت کا کوئی بھائی بھی ہو تو وہ اس کے ساتھ مل کر عصبہ ہو جائیں گی اور تقسیم مال للذکر مثل حظّ الانثیین کی بنیاد پر ہوگی یعنی مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۴۴۸، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال۔ مسئلہ۴

بہن	بہن	بھائی
۱	۱	۲

مسئلہ۴: اگر بہنوں کے ساتھ میت کی کوئی بیٹی، پوتی یا پر پوتی (نیچے تک) ہو تو اب بہن عصبہ بن جائے گی یعنی جو کچھ باقی بچے گا وہ لے گی کیونکہ حدیث میں فرمایا بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبہ بناؤ۔ (درمختار ج ۵ ص ۶۷۶، بحرالرائق، تبیین)

مثال۔ مسئلہ۶

بیٹی	پوتی	بہن
۳	۱	۲

مثال۔ مسئلہ۲

باپ شریک بہن	چچا
	۱

باپ شریک بہنوں کے حصّوں کا بیان

مسئلہ۱: اگر باپ شریک بہن ایک ہو اور حقیقی بہن کوئی نہ ہو تو اُسے آدھا ملے گا۔(عالمگیری ج۶ ص۴۵۰، درمختار ج۵ ص۶۷۶)

مثال۔ مسئلہ۳

باپ شریک بہن	باپ شریک بہن	چچا
۱	۱	۱

مسئلہ۲: اگر دو یا دو سے زائد باپ شریک بہنیں ہوں تو وہ دوتہائی ۲/۳ میں شریک ہوں گی۔(درمختار ج۵ ص۶۷۶،

مثال۔ مسئلہ۶

بہن	باپ شریک بہن	چچا
۳	۱	۲

عالمگیری ج۶ ص۴۵۰)

مسئلہ۳: اگر میت کی باپ شریک بہن یا بہنوں کے ساتھ ایک حقیقی بہن ہو تو باپ شریک بہن یا بہنوں کی صرف چھٹا تکملة للثلثین ملے گا۔(عالمگیری ج۶ ص۴۵۰، درمختار ج۵ ص۶۷۶)

مثال۔ مسئلہ۳

بہن	بہن	باپ شریک بہن	چچا
۱	۱	م	۱

مسئلہ۴: اگر باپ شریک بہن کے ساتھ میت کی دوحقیقی بہنیں ہوں تو اس کو کچھ نہ ملے گا اس لئے کہ دو تہائی جو زائد سے زائد بہنوں کا حصہ تھا وہ پورا ہو چکا۔(عالمگیری ج ٦ ص ۴۵۰، درمختار ج ۵ ص ٦٧٦)

مسئلہ۵: اگر باپ شریک بہن کے ساتھ میت کی دو حقیقی بہنیں ہوں اور باپ شریک بھائی بھی ہو تو حقیقی بہنوں کے حصہ

مثال۔ مسئلہ۳ / ۹

بہن	بہن	باپ شریک بہن		باپ شریک بھائی
۱/۳	۱/۳	۱	(۱/۳)	۲

کے بعد جو کچھ بچے گا وہ ان کے درمیان للذکر مثل حظّ الانثیین کی بنیاد پر منقسم ہوگا۔(بزازیہ علی عالمگیری ج ٦ ص ۴۰۴۔۴۵۰، درمختار ج ۵ ص ٦٧٦)

مثال۔ مسئلہ۲

بیٹی	باپ شریک بہن
۱	۱

مسئلہ ٦: اگر باپ شریک بہنوں کے ساتھ میت کی بیٹیاں یا پوتیاں (نیچے تک) ہوں تو یہ بہنیں ان کے ساتھ عصبہ ہو جائیں گی۔(عالمگیری ج ٦ ص ۴۵۰، درمختار ج ۵ ص ٦٧٦)

مسئلہ۷: حقیقی بھائی بہن ہوں یا باپ شریک سب کے سب بیٹے یا پوتے (نیچے تک) اور باپ کے ہوتے ہوئے بالاتفاق محروم رہتے ہیں۔اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک دادا کے ہوتے ہوئے بھی محروم ہو جاتے ہیں اور فتویٰ اسی پر ہے۔(عالمگیری ج ٦ ص ۴۵۰، درمختار ج ۵ ص ٦٧٦)

مثال۔ا۔ مسئلہا

بیٹا	حقیقی بھائی	حقیقی بہن	باپ شریک بھائی	باپ شریک بہن
ا	م	م	م	م

مثال۔۲۔ مسئلہا

باپ	حقیقی بھائی	حقیقی بہن	باپ شریک بھائی	باپ شریک بہن
ا	م	م	م	م

مسئلہ۸: باپ شریک بھائی یا بہن، حقیقی بھائی کے ہوتے ہوئے محروم ہوجاتے ہیں۔(عالمگیری ج ٦ ص ۴۵۰، درمختار

مثال۔ مسئلہا

حقیقی بھائی	باپ شریک بھائی	باپ شریک بہن
ا	م	م

ج۵ص٦٧٦)

ماں کے حصوں کا بیان

مسئلہا: اگر میت کی ماں کے ساتھ میت کا کوئی بیٹا یا بیٹی یا پوتا پوتی ہوتو ماں کو چھٹا حصہ ٦/١ ملے گا۔(عالمگیری ج ٦ ص

مثال۔ مسئلہ٦ / ۱۸

ماں	بیٹا		بیٹی
ا/۳	۱۰	۵/۱۵	۵

۴۴۹، درمختار ج۵ص ۵۳۹)

مسئلہ۲: اگرمیت کی ماں کے ساتھ میت کے دو بھائی بہن ہوں خواہ وہ حقیقی ہوں، باپ شریک ہوں یاماں شریک ہوں

مثال۔ مسئلہ۶ / ۱۸

ماں	بھائی		بہن
۱/۳	۱۰	۵/۱۵	۵

توماں کواس صورت میں بھی چھٹا حصہ۱/۶ ملے گا۔(عالمگیری ج۶ص ۴۴۹، درمختار ج۵ص ۶۷۵)

مسئلہ۳: اگر ماں کے ساتھ میت کے مذکورہ رشتہ دار نہ ہوں تو ماں کوکُل مال کا تہائی حصہ۱/۳ ملے گا۔(عالمگیری ج۶ ص ۴۴۹)

مثال۔ مسئلہ۳

ماں	چچا
۱	۲

مسئلہ۴: اگر ماں کے ساتھ شوہراور بیوی میں سے بھی کوئی ایک ہوتو پہلے شوہر یا بیوی کا حصہ دیا جائے گا جو بچے گا اس میں سے ایک تہائی ماں کو دیا جائے گا اور یہ صرف دوصورتوں میں ہے۔(عالمگیری ج۶ص ۴۴۹، درمختار ج

مثال۔۱۔ مسئلہ۶

ماں	باپ	شوہر
۱	۲	۳

مثال۔۲۔ مسئلہ۱۲

ماں	باپ	شوہر
۱	۲	۱

۵ص ۶۷۵)

مسئلہ۵: اگر مذکورہ صورتوں میں بجائے باپ کے دادا ہو تو ماں کو کُل مال کا تہائی ملے گا۔ ۳/۱۔ (عالمگیری ج ۶ ص

مثال۔ مسئلہ ۱۲

ماں	بیوی	دادا
۴	۳	۵

۴۵۰)

دادی کے حصوں کا بیان

مسئلہ۱: جدہ صحیحہ جس کا بیان ہو چکا ہے اس کو چھٹا حصہ ملے گا۔ دادیاں اور نانیاں ایک سے زائد ہوں اور سب درجے میں برابر ہوں تو وہ بھی چھٹے حصے میں شریک ہوں گی۔ (شریفیہ ص ۴۱، عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۰،

مثال۔۱۔ مسئلہ ۶

دادی	چچا
۱	۵

مثال۔۲۔ مسئلہ ۶

دادی		نانی	چچا
۱	۱	۱	۵
	(۲)		۱۰

درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مسئلہ۲: اگر دادی و نانی کے ساتھ میت کی ماں بھی ہو تو دادی و نانی دونوں محروم ہو جائیں گی۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۰، درمختار ج ۵ ص ۶۷۶)

مثال۔۱۔　　مسئلہ۱۲

بیوی	ماں	نانی	نانی	چچا
۳	۲	۱	۱	۷

مثال۔۲۔　　مسئلہ۱۲

بیوی	ماں	دادی	چچا
۳	۲	۱	۷

مسئلہ۳: وہ دادیاں جو باپ کی طرف سے ہوں وہ باپ کے ہوتے ہوئے بھی محروم ہو جائیں گی۔(شریفیہ ص۴۲، عالمگیری ج۶ص۴۵۰، درمختار ج۵ص۶۷۶)

مثال۔　　مسئلہ۶

بیٹا	باپ	دادی (باپ کی ماں)
۵	۱	۱

مسئلہ۴: وہ دادیاں جو باپ کی طرف سے ہوں اور دادا سے اوپر ہوں وہ دادا کے ہوتے ہوئے ساقط ہو جائیں گی لیکن باپ کی ماں ساقط نہ ہوگی کیونکہ اس کی رشتہ داری دادا کے واسطے سے نہیں۔(درمختار ج۵ص۶۷۶)

مثال۔ا۔ مسئلہ۴

بیوی	دادا	(پردادی) دادا کی ماں
ا	۳	م

مثال۔۲۔ مسئلہ۱۲

بیوی	دادا	(دادی) باپ کی ماں
۳	۷	م

مسئلہ ۵: قریب والی دادی و نانی، دوروالی دادی اور نانی کو محروم کردے گی۔

مسئلہ۱۲

بیوی	باپ کی ماں	دادا	نانی کی ماں
۳	۲	۷	م

عصبات کا بیان

مسئلہ ا: عصبات سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے مقررشدہ حصے نہیں البتہ اصحاب فرائض سے جو بچتا ہے انہیں ملتا ہے اور اگر اصحاب فرائض نہ ہوں تو تمام مال انہی میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۱، الاختیار شرح المختار بحوالہ عالمگیری، درمختار ج ۵ ص ۷۷۶) عصبات کی دو قسمیں ہیں۔ (ا) عصبہ نسبی (۲) عصبہ سببی۔

مسئلہ ۲: عصبہ نسبی سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جن کے مقررہ حصے نہیں ہیں بلکہ اصحاب فرائض سے اگر کچھ بچتا ہے تو انہیں ملتا ہے عصبہ نسبی کی تین قسمیں ہیں۔ (ا) عصبہ بنفسہٖ (۲) عصبہ بغیرہ (۳) عصبہ مع غیرہ۔ (شریفیہ ص ۴۵)

مسئلہ ۳: عصبہ بنفسہٖ سے مراد وہ مرد ہے کہ جب اس کی نسبت میت کی طرف کی جائے تو درمیان میں کوئی عورت نہ آئے۔ عصبہ بنفسہٖ کی چار قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: جزو میت، یعنی بیٹے پوتے (نیچے تک)

دوسری قسم: اصل میت، یعنی میت کا باپ دادا (اوپر تک)

تیسری قسم: میت کے باپ کا جزو، یعنی بھائی پھر ان کی مذکر اولاد در اولاد (نیچے تک)

چوتھی قسم: میت کے دادا کا جزو، یعنی چچا پھر انکی مذکر اولاد۔ در۔ اولاد (نیچے تک)

مسئلہ۴: ان چاروں قسموں میں وراثت بالترتیب جاری ہوگی اور ترتیب وہی ہے جو ہم نے تقسیم میں اختیار کی ہے یعنی اگر پہلی قسم کے لوگ موجود ہیں تو دوسری قسم کے لوگ عصبہ نہیں بنیں گے اور دوسری قسم کے ہوتے ہوئے تیسرے قسم کے عصبہ نہیں بنیں گے اور تیسری قسم کے ہوتے ہوئے چوتھی قسم کے نہیں بنیں گے۔ (درمختار ج ۵ ص ۶۷۷)

مثال۔۱۔ مسئلہ۱۲

شوہر	بیٹا	باپ
۳	۷	۲

مذکورہ صورت میں باپ کو بطور عصوبت کچھ نہیں ملا ہے ۱/۶ بطور فرضیت دیا گیا ہے۔

مثال۔۲۔ مسئلہ۴

شوہر	بیٹا	چچا
۱	۳	م

مسئلہ۵: عصبات میں ترتیب وترجیح کا ایک اصول تو ہم نے ذکر کردیا کہ رشتہ داری کا قرب دیکھا جائے گا اس کے بعد دوسرا اصول یہ ہے کہ قوۃ قرابت کو دیکھا جائے گا یعنی دوہری رشتہ داری والے کو اکہری رشتہ داری والے پر ترجیح ہوگی اس میں مرد وعورت کی بھی تفریق نہیں۔

مثال۔۱۔ مسئلہ۴

بیوی	حقیقی بھائی	باپ شریک بھائی
۱	۳	م

مثال۔۲۔ مسئلہ۸

بیوی	بیٹی	باپ شریک بھائی	حقیقی بہن

مسئلہ۶: عصبہ بغیرہٖ چار عورتیں ہیں یہ وہ عورتیں ہیں جن کا مقررہ حصہ نصف یا دوتہائی ہے یہ عورتیں اپنے بھائیوں کو موجودگی میں عصبہ بن جائیں گی اور بجائے فرض کے صرف بطور عصوبت جو ملے گا وہ لیں گی وہ عورتیں یہ ہیں۔(۱)بیٹی (۲)پوتی (۳)حقیقی بہن (۴)باپ شریک بہن۔(درمختار ج۵ص ۶۷۹)

مثال۔۱۔ مسئلہ۴

شوہر	بیٹا	بیٹی
۱	۲	۱

مثال۔۲۔ مسئلہ۲ / ۶

شوہر	بھائی		بہن
۱/۳	۲	(۱/۳)	۱

مسئلہ۷: وہ عورتیں جن کا فرض حصہ نہیں ہے مگر ان کا بھائی عصبہ ہے وہ اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ نہیں ہوں گی۔ کیونکہ قرآن کریم میں صرف بیٹیوں اور بہنوں کو ہی اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ قرار دیا گیا ہے۔(درمختار ج۵ص

(۶۷۹

مثال ۔ا۔

مسئلہ۴

پھوپھی	چچا	زوجہ
م	۳	ا

اس صورت میں باقی کُل مال چچا کو ملے گا اور اس کی بہن جو میت کی پھوپھی ہے محروم رہے گی۔

مسئلہ ۸: عصبہ مع غیرہ سے مراد وہ عورت ہے جو دوسری عورت کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہے جیسے حقیقی بہن یا باپ شریک بہن بیٹی کے ہوتے ہوئے عصبہ بن جاتی ہے۔

مثال ۔

مسئلہ۸

بیٹی	حقیقی بہن	بیوی
۴	۳	ا

مسئلہ۸

بیٹی	باپ شریک بہن	بیوی
۴	۳	ا

مسئلہ۹: سببی عصبہ مولی العتاقہ ہے۔ اگر ہمیں کتاب کے نامکمل رہ جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو ہم مولی العتاقہ کی بحث کو حذف کردیتے کیونکہ اب درحقیقت اس کا کوئی وجود نہیں بہرحال اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے کوئی غلام آزاد کیا ہو اور وہ غلام مرگیا ہو اور غلام کا کوئی رشتہ دار نہ ہو صرف اس کو آزاد کرنے والا شخص ہو اب اس کا آقا اس کو آزاد کرنے کے سبب اس کی میراث کا مستحق ہوگا کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے: الولاء لحمۃ کلحمۃ النسب۔ ولا کا تعلق نسبی تعلق ہی کی طرح ہے۔ (درمختار ج۵ ص۶۸۰)

مسئلہ۱۰: اگر آزاد کرنے والا بھی زندہ نہ ہو تو مال اس کے عصبات کو اُسی ترتیب کے مطابق ملے گا جو ہم عصبات کی ترتیب میں بیان کرآئے ہیں۔ البتہ فرق یہ ہے کہ آزاد کرنے والے کے عصبات میں اگر عورتیں ہیں تو ان کو کچھ نہ ملے گا۔ اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے لیس للنساء من الولاء۔ عورتوں کے لئے ولاء نہیں

یعنی انہیں اس سبب سے میراث نہ ملے گی کہ ان کے کسی رشتہ دار نے کسی شخص کو آزاد کیا تھا۔ اور اگر کسی عورت نے خود غلام آزاد کیا تھا تو وہ اس کی میراث لے لے گی۔ (شریفیہ ص ۵۱، درالمختار ج ۵ ص ۶۸۱)

حجب کا بیان

مسئلہ ۱: علم الفرائض کی اصطلاح میں حجب سے مراد یہ ہے کہ کسی وارث کا حصہ کسی دوسرے وارث کی موجودگی کی وجہ سے یا تو کم ہو جائے یا بالکل ہی ختم ہو جائے اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) حجب نقصان اور (۲) حجب حرمان۔ (شریفیہ ص ۵۷)

مسئلہ ۲: حجب نقصان یعنی وارث کے حصہ کا کم ہو جانا پانچ قسم کے وارثوں کیلئے ہے (۱) شوہر کیلئے۔

مثال۔۱۔ مسئلہ ۴

شوہر	بیٹا
۱	۳

شوہر کا حصہ ۲/۱ تھا مگر میت کی اولاد کی وجہ سے چوتھائی ۴/۱ ہو گیا بیوی کا بھی یہی حال ہے۔

مثال۔۲۔ مسئلہ ۸

بیوی	بیٹا
۱	۷

(۲) بیوی کو اگر اولاد نہ ہوتی تو چوتھائی ملتا ہے مگر اولاد حصہ کم کر دیتی ہے یعنی بجائے چوتھائی کے آٹھواں ملے گا۔

(۳) ماں کا حصہ بھی اولاد یا دو بھائیوں کی موجودگی میں بجائے تہائی کے چھٹا رہ جاتا ہے۔

مثال۔۳۔ مسئلہ ۶

ماں	بیٹا
۱	۵

(۴) پوتی۔ پوتی کا حصہ ایک حقیقی بیٹی کی موجودگی میں نصف سے کم ہو کر چھٹا رہ جاتا ہے۔

(۵) باپ شریک بہن۔اس کا حصہ حقیقی بہن کی موجودگی میں نصف کے بجائے چھٹا رہ جاتا ہے۔

مثال۔۴۔ مسئلہ۶

بیٹی	پوتی	چچا
۳	۱	۲

مثال۔۵۔ مسئلہ۶

بہن	باپ شریک بہن	چچا
۳	۱	۲

مسئلہ۳: حجب حرمان۔یعنی کسی وارث کا دوسرے وارث کی وجہ سے محروم ہو جانا۔(شریفیہ ص ۵۷)

مسئلہ۴: ہر وہ شخص جس کو میت سے کسی شخص کے ذریعہ سے تعلق ہو وہ اس درمیانی شخص کی موجودگی میں وراثت سے محروم رہے گا۔البتہ ماں شریک بہن اور بھائی اس قانون کے اطلاق سے مستثنیٰ ہیں مثلاً دادا باپ کے ہوتے ہوئے محروم رہے گا۔

مثال۔۱۔ مسئلہ۴

بیوی	باپ	دادا
۱	۳	م

مثال۔۲۔ مسئلہ۱۲

بیوی	ماں	نانی	بھائی
۳	۲	م	۷

مسئلہ۵: قریبی رشتہ دار دور والے رشتہ دار کو محروم کر دیتا ہے۔

مثال ۔ا۔ مسئلہ ۸

بیوی	بیٹا	پوتا
ا	۷	م

پوتا خواہ اس بیٹے سے ہو یا دوسرے بیٹے سے ہو محروم رہے گا کیونکہ بیٹا بہ نسبت پوتے کے زیادہ قریب ہے۔

مسئلہ ٦: یہ جو وارث خود میراث سے محروم ہوگیا ہے وہ دوسرے وارث کا حصہ کم یا بالکل ختم کرسکتا ہے۔

مثال ۔ا۔ مسئلہ ٦

باپ	بھائی	بھائی	ماں
۵	م	م	ا

اب بھائی باپ کے ہوتے ہوئے محروم ہیں مگر اس کے باوجود انہوں نے ماں کا حصہ تہائی سے کم کر کے چھٹا کر دیا۔

مثال ۔۲۔ مسئلہ ۴

بیوی	دادی	باپ	نانی کی ماں
ا	م	۳	م

اس صورت میں دادی باپ کی وجہ سے محروم ہے مگر اس نے پرنانی کو محروم کر دیا۔

حصوں کے مخارج کا بیان

مسئلہ ا: اصطلاح فرائض میں مخرج سے مراد وہ چھوٹے سے چھوٹا عدد ہے جس میں سے تمام ورثہ کو بلا کسر ان کے حصے تقسیم کئے جاسکیں۔ (ردالمحتار ج ۵ ۴)

مثال۔ مسئلہ٦

ماں	بیٹی	پوتی	چچا
١	٣	١	١

یہاں چھ اصطلاح میں مخرج المسئلہ ہے اگر چہ مسئلہ ١٢ سے بھی بلا کسر درست تھا اور چوبیس سے بھی مگر چھ سب سے چھوٹا عدد ہے۔لہٰذا یہی مخرج المسئلہ ہے۔

مسئلہ٢: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مقررہ حصے چھ ہیں جن کو دو قسموں پر منقسم کیا گیا ہے۔

پہلی قسم : آدھا، چوتھائی، آٹھواں

دوسری قسم : دوتہائی، تہائی، چھٹا

اب اگر کسی مسئلہ میں ایک ہی فرض حصہ ہو تو اس کا مخرج اس حصہ کا ہمنام عدد ہوگا۔(شریفیہ ص ٦١) مثلاً اگر چھٹا ہے تو مخرج مسئلہ ٦ قرار پائے گا۔آٹھواں ہے تو آٹھ قرار پائے گا۔اور آپ نے مثالوں میں دیکھ لیا کہ مخرج مسئلہ وارثوں کے اوپر کھینچے جانے والے خط پر دائیں جانب لکھا جاتا ہے۔آدھا حصہ اگر ہو تو اس کا مخرج دو ہے اور دوتہائی ہو تو اس کا مخرج تین ہے۔

مثال۔ مسئلہ٣

بیٹی	بیٹی	چچا
١	١	١

مسئلہ٣: اگر کسی مسئلہ میں ایک سے زیادہ حصے جمع ہو جائیں مگر وہ ایک ہی قسم کے ہوں (اُن دو قسموں میں سے جو ہم نے بیان کی ہیں) تو سب سے چھوٹے حصے کا مخرج ہوگا وہی تمام حصوں کا ہوگا۔

مثال۔١۔ مسئلہ٦

ماں	حقیقی بہن	حقیقی بہن	چچا
١	٢	٢	١

اس مثال میں ماں کا چھٹا حصہ ہے اور دو بہنوں کا دوتہائی ہے مگر چھٹا دوتہائی سے کم ہے لہٰذا ہم نے چھٹے کے

ہمنام عدد کو مخرج مسئلہ قرار دیا ہے۔

مثال ۔۲۔ مسئلہ ٦ / ۷

ماں	حقیقی بہن	حقیقی بہن	ماں شریک بہن	ماں شریک بہن
۱	۲	۲	۱	۱

اس مثال میں دوسری قسم کے تمام حصے جمع ہو گئے ہیں۔ لہٰذا جو سب سے چھوٹے حصے کا مخرج تھا وہی تمام کا مخرج قرار پایا۔

مسئلہ۴: اگر پہلی قسم کا نصف ۲/۱ دوسری قسم کے کسی حصہ کے ساتھ آ جائے یا سب کے ساتھ آ جائے تو مسئلہ چھ ٦ سے ہو گا۔

مثال ۔۱۔ مسئلہ ٦ /۱۰

شوہر	ماں	حقیقی بہن ۲	ماں شریک بہن ۲
۳	۱	۴	۲

اس مثال میں شوہر کا نصف ہے جو دوسری قسم کے تمام حصوں کے ساتھ آ گیا ہے یعنی ٦/۱، ۳/۱، ۳/۲ کے ساتھ، اس لئے مسئلہ ٦/۱ سے ہوگا پھر مُؤّل ہو کر ۱۰ سے ہو جائے گا۔

مثال ۔۲۔ مسئلہ ٦ /۷

شوہر	بہنیں ۲
۳	۴

مثال ۔۲۔ مسئلہ ٦

شوہر	ماں شریک بہنیں ۲	چچا
۳	۲	۱

مثال ۔۳۔ مسئلہ ٦

ماں	بیٹی	چچا
۱	۳	۲

مثال ۔۴۔ مسئلہ ٦ /۸

شوہر	حقیقی بہنیں ۲	ماں
۳	۴	۱

مسئلہ۵: اگر چوتھائی دوسری قسم کے کسی حصے یا تمام حصوں کے ساتھ جمع ہو جائے تو مخرج مسئلہ ۱۲ بارہ ہو گا۔ (شریفیہ

ج ۱۲ص ۶۳)

مثال۔۱۔ مسئلہ۱۲ / ۱۷

بیوی	ماں	حقیقی بہنیں ۲	ماں شریک بہنیں ۲
۳	۲	۸	۴

اس مثال میں چوتھائی ۱/۴ کے ساتھ ۱/۶، ۲/۳، ۱/۳ سب ہی جمع ہیں اس لئے مخرج مسئلہ ۱۲ ہے۔

مسئلہ ۶: اگر آٹھواں حصہ دوسری قسم کے تمام حصوں یا بعض حصوں کے ساتھ آ جائے تو مخرج مسئلہ چوبیس ۲۴ ہوگا۔

مثال۔۱۔ مسئلہ۲۴

بیوی	بیٹیاں ۲	ماں	چچا
۳	۱۶	۴	۱

اس مثال میں آٹھواں، دوتہائی اور چھٹے کے ساتھ آیا ہے اس لئے مسئلہ چوبیس سے کیا گیا ہے۔

مثال۔۲۔ مسئلہ۲۴

بیوی	بیٹیاں ۲	چچا
۳	۱۶	۵

عَول کا بیان

مسئلہ ۱: عول سے مراد اصطلاح فرائض میں یہ ہے کہ مخرجِ مسئلہ جب ورثاء کے حصوں پر پورا نہ ہوتا ہو یعنی حصہ زائد ہوں اور مخرج کا عدد حصوں کے مجموعی اعداد سے کم ہو تو مخرج مسئلہ کے عدد میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح کمی تمام ورثاء پر ان کے حصوں کی نسبت سے ہو جاتی ہے۔(ردالمحتار ج۵ ص ۵۳۷)

مسئلہ ۲: عول کا فیصلہ سب سے پہلے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ان کے عہد میں درج ذیل مسئلہ پیش آیا، آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عول کا مشورہ دیا۔

مسئلہ٦ /٨

شوہر	ماں	بہن
٣	٢	٣

اس پر کسی نے انکار نہ کیا۔ (درمختار ج ۵ص ٦٨٨) پھر بعد میں یہی طریقہ رائج ہوگیا، اب اس مسئلہ میں حصوں کی تعداد آٹھ ہے جب کہ مخرج چھ ہےلہٰذا دو عدد کا اضافہ کر دیا گیا ہے اور ایک نشان ؏ جو عول کا مخفف ہے لگا دیا گیا ہے۔

مسئلہ٣: ٦ چھ کا عول طاق عدد میں بھی ہوتا ہے اور جُفت میں بھی۔ مگر یہ عول صرف دس تک ہوتا ہے۔ (درمختار ج ۵ص ٦٨٩)

مثال۔۱۔ مسئلہ۶ / ۷

شوہر	بہن	بہن
۳	۲	۲

مثال۔۲۔ مسئلہ۶ / ۸

ماں	شوہر	بہن	بہن
۱	۳	۲	۲

مثال۔۳۔ مسئلہ۶ / ۹

ماں	شوہر	بہن	بہن	ماں شریک بھائی
۱	۳	۲	۲	۱

مثال۔۴۔ مسئلہ۶ / ۱۰

ماں	شوہر	بہن	بہن	ماں شریک بھائی	ماں شریک بھائی
۱	۳	۲	۲	۱	۱

مسئلہ۴: بارہ کا عول سترہ تک ہوتا ہے۔مگر یہ عول جفت عدد میں نہیں ہوگا صرف طاق میں ہوگا۔ (درمختار ج ۵ ص ۵۷)

مثال۔۱۔ مسئلہ۱۲ / ۱۳

بیوی	بہن	بہن	ماں
۳	۴	۴	۲

مثال۔۲۔ مسئلہ۱۲ / ۱۵

بیوی	بہن	بہن	ماں	ماں شریک بھائی
۳	۴	۴	۲	۲

مثال۔۳۔ مسئلہ۱۲ / ۱۷

بیوی	بہن	بہن	ماں	ماں شریک بھائی	ماں شریک بھائی
۳	۴	۴	۲	۲	۲

مسئلہ۵: چوبیس۲۴ کا عول صرف ستائیس ہے۔(درمختار ج۵ص ۶۸۹)

مثال۔۱۔ مسئلہ۲۴ /۲۷

بیوی	بیٹی	بیٹی	ماں	باپ
۳	۸	۸	۴	۴

اعداد کے درمیان نسبتوں کا بیان

تخریج مسائل کے وقت ورثاء کی تعداد انکے حصوں کی تعداد مخرج مسئلہ کا عدد سب ہی کو مدنظر رکھنا ہوتا ہے پھر ان اعداد کی باہمی نسبتیں بھی تخریج مسائل کے سلسلے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں ہم ان نسبتوں کا ذکر کرتے ہیں۔

تماثل: اگر دوعدد آپس میں برابر ہیں تو انہیں تماثل کی نسبت ہے جیسے ۴ = ۴

تداخل: دومختلف عددوں میں چھوٹا عدد اگر بڑے کو کاٹ دے یعنی بڑا چھوٹے پر پورا پورا تقسیم ہو جائے تو ان دونوں میں نسبت تداخل ہے جیسے ۱۶ اور ۴۔

توافق: دومختلف عددوں میں سے اگر چھوٹا بڑے کو نہ کاٹے بلکہ ایک تیسرا عدد دونوں کو کاٹے تو ان دونوں میں نسبت توافق ہوگی جیسے ۸ اور ۲۰ کہ انہیں ۴ کاٹتا ہے ان دونوں میں توافق بالرُبع ہے اور ۵ بیس کا عدد وفق ہے جب کہ دو آٹھ کا عدد وفق ہے۔

تباین: اگر دو مختلف عدد اس قسم کے ہوں کہ نہ تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو کاٹیں اور نہ ہی کوئی تیسرا ان کو کاٹے تو ان میں نسبت تباین ہے۔ جیسے ۹ اور ۱۰۔

نسبتوں کی پہچان

دوعددوں میں مماثلت اور مساوات تو ظاہر ہی ہوتی ہے البتہ تداخل اور توافق اور تباین کی پہچان کا قاعدہ معلوم ہونا ضروری ہے اور وہ یہ ہے۔

وو عددوں میں اگر چھوٹا عدد بڑے عدد کو پورا تقسیم کر دے تو یہ تداخل ہے اور اگر پورا پورا تقسیم نہ کرے تو چھوٹے عدد کو بڑے عدد سے تقسیم کریں اور اس کا جو باقی بچے اُس سے چھوٹے عدد کو تقسیم کریں پھر اس کا جو باقی بچے اس سے پہلے کے باقی کو تقسیم کریں اسی طرح ایک کو دوسرے سے تقسیم کرتے رہیں یہاں تک کہ باقی کچھ نہ بچے۔ تو اگر آخری تقسیم کرنے والا عدد ایک ہے تو ان دوعددوں میں تباین ہے۔ اور اگر ایک سے زیادہ دو تین چار وغیرہ کوئی عدد ہے تو ان میں توافق ہے اور اُس عدد کے نام کی مناسبت سے اس توافق کا نام بھی ہوتا ہے۔

مثلاً آخری تقسیم کرنے والا عدد دو تھا تو توافق بالنصف اور تین تھا تو توافق بالثلث اور چار تھا تو توافق بالربع ہے اس کی مثالیں یہ ہیں:۔

۱۱۳ اور ۴۵ کو ۱۰۔ ۱۶ کو اور ۹۔ ۱۵ کو اس طرح تقسیم کیا جائے۔

۱۳) ۴۵ (۳	۱۰) ۱۶ (۱	۹) ۱۵ (۱
۳۹	۱۰	۹
۶) ۱۳ (۲	۶) ۱۰ (۱	۶) ۹ (۱
۱۲	۶	۶
۱) ۶ (۶	۴) ۶ (۱	۳) ۶ (۲
۶	۴	۶
x	۲) ۴ (۲	x
	۴	
	x	

پہلی مثال میں آخری تقسیم کرنے والا عدد ایک ہے لہٰذا ۱۳ اور ۴۵ میں تباین ہے۔ دوسری مثال میں آخری تقسیم کرنے والا عدد دو ہے لہٰذا ۱۰ اور ۱۶ میں توافق بالنصف ہے۔ اور تیسری مثال میں آخری تقسیم کرنے والا عدد تین ہے۔ لہٰذا ۹ اور ۱۵ میں توافق بالثلث ہے۔

توافق کی صورت میں ان دونوں عددوں کو تقسیم کرنے والے عدد سے ان دونوں کو تقسیم کر کے جو عدد حاصل ہو گا وہ اس کا وفق کہلاتا ہے مثلاً ۱۶ اور ۱۰ کو ۲ سے تقسیم کیا تو ۱۶ کا وفق ۸ ہے اور ۱۰ کا وفق ۵ ہے اور ۹ اور ۱۵ کو ۳ سے تقسیم کیا تو ۹ کا وفق ۳ ہے اور ۱۵ کا وفق ۵ ہے۔

تصحیح: اگر وارثوں کی تعداد اور اصل مسئلہ سے ملنے والے حصوں میں کسر واقع ہو جائے تو اس کسر کے دور کرنے کو تصحیح کہتے ہیں۔ (ضوء السراج حاشیہ شریفیہ ص ۷۲) اور کبھی حصوں کے کم از کم عدد سے حاصل کرنے کو بھی تصحیح کہتے ہیں۔ (شریفیہ ص ۷۲) یعنی اصل مسئلہ پر بھی تصحیح کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں مجموعی طور پر سات اصول کارفرما ہیں۔ تین تو حصوں اور اعداد رؤس (یعنی جو لوگ حصہ پانے والے ہیں انکی تعداد) کے درمیان ہیں اور چار خود اعداد رؤس کے درمیان ہیں)۔

مسئلہ ۱: اگر ہر فریق کے حصے اس پر بلا کسر کے منقسم ہو رہے ہیں تو تصحیح کی کوئی ضرورت نہیں۔ (شریفیہ ص ۷۲)

مثال۔ا۔ مسئلہ٦

ماں	باپ	بیٹیاں ۲
ا	ا	۴

اب یہاں وارثوں کے تین فریق ہیں اور ہر فریق کو پورا پورا حصہ بغیر کسر کے مل گیا دو بیٹیاں جو ایک فریق ہیں ان کا مجموعی حصہ ۴ ہے جس میں سے دو (۲) دو (۲) ہر ایک کو مل گئے۔

مسئلہ۲: اگر ایک فریق کسر واقع ہو اور ان کے عدد سہام (حصوں کی تعداد) اور عدد رؤس میں نسبت توافق ہو تو اس فریق کے عدد رؤس کا عدد وفق نکال کر اسے اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے اور اگر مسئلہ عائلہ ہے تو اس کے عول میں ضرب دیں گے اب جو حاصل ہوگا وہ تصحیح مسئلہ ہے۔ پھر اسی عدد وفق کو ہر فریق کے حصے میں ضرب دی جائے گی اس طرح اس فریق کا حصہ بلا کسر نکل آئے گا۔ اب رہا فریق کے ہر ہر فرد کا حصہ تو اس کی تخریج ہم بعد میں بیان کریں گے۔

مثال۔ا۔ مسئلہ٦ /۳ المضروب ۵

ماں	باپ	بیٹیاں۔۱۰
ا	ا	۴
۵	۵	۲۰

صورت مذکورہ میں کسر صرف ایک فریق پر تھی یعنی بیٹیوں پر انکے عدد رؤس ۱۰ اور عدد سہام ۴ میں توافق بالنصف ہے یعنی دونوں کو کاٹنے والا عدد ۲ ہے۔ لہٰذا اس کا عدد وفق ۵ نکلا۔ اب اس کو ہم نے اصل مسئلہ (جو ٦ سے ہے) میں ضرب دیا تو تیس (۳۰) حاصل ضرب نکلا۔ یہ تیس (۳۰) تصحیح مسئلہ ہے جس کو ت سے ظاہر کیا گیا ہے جو تصحیح کا مخفف ہے پھر اسی مضروب ۵ کو ہر فریق کے حصے سے ضرب دی گئی جس سے ہر فریق کا حصہ بلا کسر معلوم ہوگیا۔

مثال ۔۲۔ مسئلہ ۱۲ ۱۵/۴۵ المضروب ۳

شوہر	ماں	باپ	بیٹیاں ۔۶	(۳)
۳	۲	۲	۸	
۹	۶	۶	۲۴	

اس صورت میں حصے مخرج مسئلہ سے بڑھ گئے تھے لہٰذا مسئلہ عائلہ ہوگیا پھر سہام اور رؤس میں نسبت دیکھی گئی تو صرف ایک ہی فریق پر کسر تھی ۔ وہ بیٹیاں ہیں ان کے اور ان کے حصوں کے درمیان نسبت توافق بالنصف ہے لہٰذا ہم نے عدد رؤس کے عدد وفق کو عول مسئلہ میں ضرب دی اور اس طرح حاصل ضرب مخرجِ مسئلہ بن گیا ۔ پھر اُسی مضروب کو ہر فریق کے حصہ سے ضرب دے دی گئی ۔

مسئلہ ۳ : اگر کسر ایک ہی فریق پر ہو مگر ان کے عدد سہام اور عدد رؤس میں نسبت تباین ہو تو تصحیح کا طریقہ یہ ہے کہ جس فریق پر کسر ہے اس کے کُل عدد رؤس کو اصل مسئلہ میں یا عول مسئلہ میں (اگر مسئلہ عائلہ ہے) ضرب دیں اور اسی طرح ہر فریق کے حصہ میں ۔

مثال ۔۱۔ مسئلہ ۶ /۱۸ المضروب ۳

شوہر	دادی	اخوات الامام ۔۳
۳	۱	۲
۹	۳	۶

مثال ۔۲۔ مسئلہ ۶ ۳۵/۷ المضروب ۵

شوہر	بہنیں ۔۵
۳	۴
۱۵	۲۰

مسئلہ ۴ : مذکورہ تین اصول اس وقت جاری ہوں گے جب کسر ایک فریق پر ہو لیکن ایک سے زائد فریقوں پر کسر ہونے کی صورت میں مندرجہ ذیل چار اصولوں سے کام لیا جائے گا ۔

مسئلہ ۵: اگر کسر ایک سے زائد فریقوں پر ہو تو رؤس اور رؤس کے درمیان نسبت دیکھی جائے گی اگر عدد رؤس آپس میں متماثل ہوں تو کسی ایک عدد کو اصل مسئلہ میں یا اس کے عول میں (اگر مسئلہ عائلہ ہو) ضرب دیں گے پھر اسی مضروب کو ہر فریق کے حصے میں ضرب دیں گے۔

مثال۔ا۔ مسئلہ ٦ ١٨/ المضروب ٣

بیٹیاں	دادیاں	چچا۔٣
٤	١	١
١٢	٣	٣

توضیح اس کی یہ ہے کہ اصل مسئلہ ٦ سے ہوا جس میں سے ٦ بیٹیوں کو دو تہائی یعنی ٤ ملے اب چونکہ چار، چھ پر پوری طرح تقسیم نہیں ہوتا اور ٤۔ ٦ میں تداخل ہے لہذا ٦ کا وفق عدد ٣ ہوگیا اور تین دادیوں کو ایک اور تینوں چچوں کو ایک ملا جو ان پر پورا تقسیم نہیں ہوتا اب ہمارے پاس یہ عدد رؤس ہیں۔٣،٣،٣، ان میں تماثل ہے لہٰذا کسی ایک عدد کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے اور پھر مضروب کو ہر فریق کے حصہ سے ضرب دی جائے گی۔

مسئلہ ٦: اگر کسر ایک سے زائد فریقوں پر ہے مگر ان کے اعداد رؤس میں آپس میں نسبت تداخل ہے تو جو بڑا عدد ہے اسے اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے یا اگر عائلہ ہے تو اسکے عول میں دیں گے۔

مثال۔ مسئلہ ٢٤ / ٤٣٢

بیویاں۔٤	بیٹیاں۔١٨(٩)	دادیاں۔١٥	چچا۔٦
٣	١٦	٤	١
٥٤٠	٢٨٨٠	٧٢٠	١٨٠

جیسا کہ آپ واضح طور پر دیکھ رہے ہیں اس مسئلہ میں ہر فریق پر کسر ہے لہٰذا ہم پہلے تو اعداد سہام اور اعداد رؤس کی نسبت دیکھیں گے تو ٣۔٤ میں تباین ہے لہٰذا یہ اعداد یونہی رہیں گے۔ ١٦، ١٨ میں توافق بالنصف ہے لہٰذا ١٨ کا عدد وفق نکالیں گے جو ٩ ہے اب گویا یہ عدد ٩ ہی ہے اور رؤس کے درمیان نسبت دیکھتے ہوئے ١٨ کا لحاظ نہ ہوگا۔ بلکہ ٩ کا ہی ہوگا۔٤، ١٥ اور ١، ٦ میں بھی نسبت تباین ہے۔ لہٰذا یہ اعداد بھی اپنی جگہ ہی رہیں گے اب رؤس کی نسبت دیکھی گئی تو ٤۔ ٦ میں نسبت توافق ہے تو ان میں سے کسی ایک کا عدد وفق نکال کر

دوسرے میں ضرب دے سکتے ہیں یہاں ۶ کا عدد وفق نکالا تو تین ۳ نکلا اب ۴ کو تین میں ضرب دی تو ۱۲ حاصل ہوئے اب ۱۲ اور ۹ میں بھی نسبت توافق بالثلث کی ہے تو ۹ کا عدد وفق نکالا جو ۳ ہے اور ۱۲ کو ۳ میں ضرب دی ۳۶ حاصل آیا۔ اب ۳۶ اور ۱۵ میں بھی توافق بالثلث ہے لہٰذا ۱۵ کے عدد وفق ۵ کو ۳۶ میں ضرب دی تو ۱۸۰ حاصل ہوئے اب اس کو اصل مسئلہ ۲۴ میں ضرب دی تو ۴۳۲۰ چار ہزار تین سو بیس حاصل آیا جو مخرج مسئلہ ہے پھر اسی مضروب ۱۸۰ کو ہر فریق کے حصہ میں ضرب دی گئی تو وہ حاصل آیا جو ہم نے ہر ایک فریق کے نیچے لکھ دیا ہے۔

مسئلہ ۷: اگر کسر وارثوں کے ایک سے زائد فریقوں پر ہو اور اُن کے اعداد رؤس توافق ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک عدد رؤس کے وفق کو دوسرے فریق کے کل عدد رؤس میں ضرب دیں گے۔ پھر حاصل ضرب کی نسبت تیسرے فریق کے عدد رؤس سے دیکھیں گے۔ اگر ان میں توافق ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کُل میں ضرب دیں گے اور اگر حاصل ضرب اور تیسرے فریق کے عدد رؤس میں تباین کی نسبت ہو تو پورے ایک عدد کو دوسرے میں ضرب دے لیں گے۔ پھر حاصل ضرب کو چوتھے فریق کے عدد رؤس کے ساتھ اسی طرح دیکھیں گے۔ اگر توافق ہوگا تو ایک فریق کے وفق کو دوسرے کُل عدد میں ضرب دیں گے اور اگر تباین ہو تو ایک عدد کو دوسرے سے ضرب کر دیں گے۔ اسی طرح جتنے فریق میں کسر ہوگی، کریں گے۔ آخر میں جو حاصل ضرب ہوگا اس کی اصل مسئلہ میں یا عول والے مسئلے میں عول سے ضرب دے دیں گے اور اسی عدد کو ہر فریق کے حصے میں ضرب دے دیں گے۔

مسئلہ ۸: اگر کسر ایک سے زائد فریق پر ہو اور اعداد میں تباین ہو تو کسی ایک کو دوسرے عدد رؤس میں ضرب دی جائے گی پھر اس کی نسبت دوسرے عدد رؤس سے دیکھی جائے گی اگر تباین کی نسبت ہو تو اس کو دوسرے عدد رؤس سے ضرب دیں گے اور بالآخر جو حاصل ہوگا اس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے۔

مثال۔ مسئلہ ۲۴ / ۵۰۴۰ المضروب ۲۱۰

بیویاں ۔۲	دادیاں ۔۶ ۔(۳)	بیٹیاں ۔۱۰ ۔(۵)	چچا ۔۷
۳	۴	۱۶	۱
۶۳۰	۸۴۰	۳۳۶۰	۲۱۰

توضیح: اب ۳ ۔ ۲ میں تباین ہے لہٰذا یہ اسی طرح رہیں گے اور ۴ ۔ ۶ میں توافق بالنصف ہے تو ۶ کا عدد وفق ۳ نکال لیا گیا۔ اس طرح ۶ ۔ ۱۰ میں توافق بالنصف ہے تو ۱۰ کا عدد وفق نکال لیا جو ۵ ہے اور ا ۔ ۷ میں تباین ہے لہٰذا وہ اپنی جگہ رہا۔ اب ہمارے پاس یہ اعداد رؤس ہیں ۔ ۲ ۔ ۳ ۔ ۵ ۔ ۷ یہ سب آپس میں متباین ہیں ۔ لہٰذا ۲ کو ۳

میں ضرب دی تو حاصل ۶ ہوا۔ اس کو ۵ میں ضرب دی تو ۳۰ حاصل ہوا۔ اس کو ۷ میں ضرب دی تو حاصل ۲۱۰ دو سو دس آیا۔ اب اس کو ۲۴ اصل مسئلہ میں ضرب دی تو حاصل پانچ ہزار چالیس آیا، ۵۰۴۰ اور یہ مخرج مسئلہ ہے، پھر اسی مضروب ۲۱۰ کو ہر فریق کے حصے میں ضرب دی تو وہ حاصل آیا جو ہر فریق کے نیچے لکھا ہے۔

مسئلہ ۹: استقراء سے یہ بات ثابت ہے کہ چار فریقوں سے زائد پر کسر نہیں آسکتی۔ (شریفیہ ص ۷۸)

ہر وارث کا حصہ معلوم کرنے کا اُصول

ہر فریق یا وارثوں کے ہر گروپ کا مجموعی حصہ معلوم کرنے کا طریقہ تو ہم بیان کر چکے ہیں اب اگر ہر گروپ کے ہر فرد کا حصہ معلوم کرنا ہو تو اس کے کئی طریقے ہیں چند ہم ذکر کرتے ہیں۔

(۱) ہر فریق کے حصہ کو جو اس فریق کو اصل مسئلہ سے ملا ہے ان کے عدد رؤس پر تقسیم کر دیں پھر جو خارج قسمت ہے اُسے اس عدد میں ضرب دیں جس کو تصحیح کے لئے اصل مسئلہ میں ضرب دیا تھا، اب جو حاصل ہوگا وہ اس فریق کے ہر فرد کا حصہ ہوگا۔

مثال۔ مسئلہ ۲۴ / ۵۰۴۰ المضروب ۲۱۰

بیویاں۔۲۔	دادیاں۔۶۔	بیٹیاں۔۱۰۔	چچا۔۷۔
۳	۴	۱۶	۱
۶۳۰	۸۴۰	۳۳۶۰	۲۱۰
لک	لک	لک	لک

توضیح: اب اس مسئلہ میں بیویوں کو ۳ ملے جب کہ عدد رؤس ۲ ہے لہٰذا ہم نے ۳ کو دو پر تقسیم کیا تو خارج قسمت ۲/۱ نکلا پھر اس کو المضروب ۲۱۰ میں ضرب دیا تو حاصل ۳۱۵ آیا جو ہر بیوی کا حصہ ہے اس کو قاعدہ کے مطابق فریق کے حصہ کے نیچے لک ۳۱۵ لکھ دیا گیا۔ لِکُ دراصل لکل واحد (ہر ایک کا) مخفف ہے۔ اس طرح بیٹیوں کا مجموعی حصہ ۱۶ ہے اور عدد رؤس ۱۰ ہے لہٰذا ۱۶ کو ۱۰ پر تقسیم کیا گیا ۱ ۵/۳ پھر اس کو مضروب ۲۱۰ میں ضرب دیا گیا تو ۳۳۶ حاصل ہوا۔ اور یہی ہر بیٹی کا حصہ ہے یہی عمل تمام فریقوں کے ساتھ کیا جائے گا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ المضروب کو فریق کے اعداد رؤس پر تقسیم کر دیا جائے پھر خارج قسمت کو اسی فریق کے حصہ میں (جو اصل مسئلہ سے انکو ملا ہے) ضرب دے دیا جائے تو حاصل ہر فرد کا حصہ ہوگا۔ اب مذکورہ مثال ہی کو لے لیں اس میں بیویوں کا حصہ ۳ ہے اور ان کی تعداد ۲ ہے، جب مضروب (جس کو اصل مسئلہ میں

ضرب دی تھی) ۲۱۰ کو ۲ پر تقسیم کیا تو ایک سو پانچ (۱۰۵) حاصل ہوا۔اب اسکو بیویوں کے مجموعی حصے ۳ سے ضرب دی تو ۳۱۵ حاصل ہوا جو ہر بیوی کا انفرادی حصہ ہے یہی عمل دوسرے فریقوں کے ساتھ کیا جائے گا۔
تیسرا طریقہ یہ ہے کہ ہر فریق کے حصہ کو (جو اصل مسئلہ سے اس کو ملا ہے) ان کے عدد رؤس سے نسبت دیں پھر اس نسبت کے لحاظ سے مضروب سے اس فریق کے ہر فرد کو دے دیں۔مثلاً اسی مسئلہ میں جب بیویوں کے حصہ ۳ کو عدد رؤس ۲ سے نسبت دی ا ۱/۲ کی نسبت نکلی اب اسی نسبت کے اعتبار سے مضروب سے ہر بیوی کو دیا تو ۳۱۵ آیا۔یہی عمل ہر ایک فریق کے ساتھ کیا جائے گا۔اس کے علاوہ اور طریقے بھی ہیں جو حساب داں حضرات کے لئے مشکل نہیں۔

وارثوں اور دوسرے حقداروں میں ترکہ کی تقسیم کا طریقہ

جو کچھ مال میت نے چھوڑا ہو اس کی تقسیم اس ترتیب پر ہوگی جس کا ذکر شروع کتاب میں ہوا۔اب وارثوں اور دوسرے حقداروں میں ترکہ تقسیم کرنے کا طریقہ ذکر کیا جاتا ہے۔
(۱) اگر ترکہ اور تصحیح میں مماثلت ہو تو ضرب وغیرہ کی ضرورت نہیں اور مسئلہ دُرست ہے۔

مثال۔ مسئلہ ۶ — ترکہ ۶ روپیہ

ماں	باپ	بیٹیاں۔۴
۱	۱	۴

توضیح: اب ترکہ یعنی وہ مال جو میت نے چھوڑا ہے اس کا عدد ۶ ہے جو ۶ سے مماثلت ہے اس لئے پورا پورا تقسیم ہو گیا۔

مسئلہ۱: اگر میت کے پاس کچھ نقد روپیہ ہو اور کچھ دوسرا مال تو سب کی مناسب قیمت لگائی جائے پھر تقسیم کیا جائے۔

مسئلہ۲: اگر ترکہ اور تصحیح میں تباین ہو تو وارث کے سہام کو جو اُسے تصحیح سے ملے ہیں کُل ترکے میں ضرب دیں اور حاصل ضرب کو تصحیح سے تقسیم کریں۔جو جواب ہوگا وہ اس وارث کا حصہ ہے۔

مسئلہ ۶ — ترکہ ۷ روپے

بنت	بنت	ماں	باپ
۲	۲	۱	۱

توضیح: اس صورت میں تصحیح کا عدد چھ ہے اور ترکہ سات روپیہ ہے چھ اور سات میں تباین ہے س لئے ایک لڑکی کے

حصے یعنی دوکوسات میں ضرب دیا تو حاصل ضرب چودہ ہوا۔اس کو چھ سے تقسیم کیا تو ۲ ۳/۱ روپیہ بیٹی کا حصہ ہوااور باپ کا ترکہ ایک ہے اس کو ۷ سے ضرب دیا تو ۷ ہوئے اس کو ۶ سے تقسیم کیا تو ۱ ۶/۱ روپیہ باپ کا حصہ ہوا۔

مسئلہ۳: اگر ترکے اور تصحیح میں توافق ہو تو وارث کے سہام کو ترکے کے وفق میں ضرب دیں اور حاصل ضرب کو تصحیح کے وفق سے تقسیم کریں جو جواب ہوگا وہ اس وارث کا حصہ ہے۔

مسئلہ ۲ / ۶			ترکہ ۷ روپے
	باپ	ماں	بیٹی
	۲	۱	۳

توضیح: تصحیح کا عدد چھ ہے اور ترکہ پندرہ روپیہ۔ چھ اور پندرہ میں توافق بالثلث ہے۔ چھ کا وفق دو ہوااور پندرہ کا وفق پانچ ۔لہٰذا باپ کے حصے یعنی دوکو پندرہ کے وفق پانچ میں ضرب دیا حاصل ضرب دس ہوا۔ دس کو چھ کے وفق دو سے تقسیم کیا تو پانچ جواب آیا۔ یہ باپ کا حصہ ہے۔ بیٹی کے حصے تین کو پندرہ کے وفق پانچ میں ضرب دیا تو پندرہ ہوا۔ اسے چھ کے وفق دو سے تقسیم کیا تو ۷ ۲/۱ بیٹی کا حصہ ہوا۔

ماں کے حصے ایک کو پانچ پرضرب دیا تو جواب پانچ ہوا۔اُس کو دو سے تقسیم کیا تو جواب ۲ ۲/۱ ہوا۔ یہ ماں کا حصہ ہے۔

قاعدہ: اگر ترکے اور تصحیح مسئلہ میں تداخل ہو تو چھوٹے عدد سے بڑے عدد کو تقسیم کرنے کے بعد جو جواب آئے گا اس کو اس عدد کا وفق مان کر وہی عمل کیا جائے گا۔ جو توافق کی صورت میں کیا جاتا ہے۔یعنی اگر ترکے کا عدد تصحیح سے زیادہ ہے تو تصحیح سے ترکے کو تقسیم کرنے کے بعد جو عدد حاصل ہوگا اس کو ہر وارث کے سہام میں ضرب دینے سے اس وارث کا حصہ معلوم ہو جائے گا۔ اور اگر تصحیح کا عدد ترکے سے زیادہ ہے تو ترکے سے تصحیح کو تقسیم کر کے جو عدد حاصل ہوگا وہ تصحیح کا وفق ہوگا اس سے ہر وارث کے سہام کو تقسیم کرنے سے اُس وارث کا حصہ معلوم ہو جائے گا۔

مسئلہ۶ ترکہ ۱۸/۳ روپیہ

اب	ام	بنت
۲	۱	۳

توضیح: تصحیح مسئلہ چھ اور ترکہ اٹھارہ روپیہ میں تداخل ہے تو چھ سے اٹھارہ کو تقسیم کیا تو تین جواب آیا۔ تین کو بیٹی کے حصے یعنی تین سہام کو اٹھارہ کے وفق تین میں ضرب دیا تو نو (۹) روپیہ بیٹی کا حصہ ہوگیا۔ اسی طرح دوسرے وارثوں کا نکال دیا جائے گا۔

مسئلہ۱۲/ ۲۴ ترکہ ۱۲ روپے

اب	ام	بنت	زوجہ
۵	۴	۱۲	۳

توضیح: تصحیح کے عدد چوبیس (۲۴) اور ترکہ کے عدد بارہ (۱۲) میں تداخل ہے تو بارہ سے چوبیس کو تقسیم کیا تو جواب دو آیا۔ یہ چوبیس کا وفق ہے۔ بیٹی کا حصہ جو بارہ سہام تھا اسے دو سے تقسیم کیا تو لڑکی کا حصہ چھ روپے ہوگیا۔ اور باپ کے پانچ سہام کو دو سے تقسیم کیا تو ۲ ۱/۲ روپیہ باپ کا حصہ ہوا۔ ماں کے چار سہام کو دو سے تقسیم کیا تو دو روپیہ ماں کا حصہ ہوا۔

بیوی کے تین سہام کو دو سے تقسیم کیا تو ڈیڑھ روپیہ بیوی کا حصہ ہوگیا۔

مسئلہ۴: اگر ہر فریق کا حصہ معلوم کرنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر فریق کو جو کچھ اصل مسئلہ سے ملا ہے تو توافق کی صورت میں اسے ترکہ کے وفق میں ضرب دیں اور حاصل ضرب کو تصحیح مسئلہ کے وفق پر تقسیم کریں اب جو خارج ہوگا وہ اس فریق کا حصہ ہے۔

مثال= مسئلہ ۶ نعول الی ۹ ترکہ ۳(۱۰) روپے

شوہر	بہنیں	ماں شریک بہنیں ۲
۳	۴	۲
۱۰	۱۳ ۱/۳	۶ ۲/۳

توضیح: بہنوں کو اصل مسئلہ سے مجموعی طور پر ۴ ملے تھے ان چار کو ترکہ کے وفق ۱۰ میں ضرب دی تو حاصل ۴۰ آیا۔ اب اس ۴۰ کو وفق مسئلہ پر تقسیم کیا تو خارج قسمت ۱۳ ۱/۳ آیا۔ یہی چار بہنوں کے ترکہ سے مجموعی حصہ ہے، یہی حال باقی فریقوں کا ہے۔

مسئلہ ۵: اگر تصحیح اور ترکہ میں تباین کی نسبت ہو تو فریق کے حصہ کو کل ترکہ میں ضرب دیں گے اور حاصل کو کل تصحیح پر تقسیم کر دیں گے اب خارج قسمت اس فریق کا مجموعی حصہ ہوگا۔

مثال۔ مسئلہ ۶ نعول الی ۹ ترکہ ۳۲ روپے

شوہر	بہنیں۔۴	ماں شریک بہنیں۔۲
۳	۴	۲
۱۰ ۲/۳	۱۴ ۲/۹	۷ ۱/۹

مسئلہ ۶: اگر فریق کے ہر ہر فرد کا حصہ معلوم کرنا ہو تو اس کا طریقہ بھی وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ صرف فرق اتنا ہے کہ بجائے فریق کے حصے کو ضرب دینے کے ہر ہر فرد کے حصے کو ضرب دی جائے گی۔

مثال۔ مسئلہ ٦ نعول الی ٩ ترکہ ٣٠ روپے (١٠)

ماں شریک بہنیں۔٢	بہنیں۔٤	شوہر
٢/٢	٤/١	٣/١٠
٦ ، ٢/٣	١٠ ، ١/٣	
لک ١/٣ ، ٣	لک ١/٣ ، ٣	

توضیح: اب مثال مذکورہ میں شوہر کا حصہ تو واضح ہے ایک بہن کا حصہ اگر معلوم کرنا ہو تو ایک بہن کے حصہ کو وفق ترکہ میں ضرب دیں گے یعنی ایک کو دس میں دیں گے تو حاصل دس آیا اب دس کو تین پر تقسیم کیا تو حاصل ٣ ١/٣ آیا۔

قرض خواہوں میں مال کی تقسیم

مسئلہ ا: اگر میت کا مال اتنا ہے کہ ہر قرض خواہ کو اس کا پورا پورا حق مل سکتا ہے جب تو ظاہر ہے کسی تکلف کی ضرورت نہیں۔لیکن اگر صورت یہ ہو کہ قرض خواہ زائد ہیں اور ترکہ کم ہے اب کسی ایک کو پورا ادا کرنا اور باقی کو کم دینا انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے۔اس لئے ایک ایسا طریقہ وضع کیا گیا ہے کہ ہر قرض خواہ کو انصاف سے مل جائے اور وہ یہ کہ ہر قرض خواہ کا دَین بمنزلہ سہم کے تصور کیا جائے اور تمام قرض خواہوں کے قرض کا مجموعہ بمنزلہ تصحیح یعنی مخرج مسئلہ کے تصور کیا جائے اور پھر وہی عمل کیا جائے جو تقسیم ترکہ میں ہوتا ہے۔

مثلاً۔ ایک شخص مر گیا اور ترکہ ٩ روپے چھوڑ دے جب کہ اس پر ایک شخص کے ١٠ روپے تھے۔دوسرے کے ٥ تو مجموعی ١٥ روپے ہوا۔اس کو بمنزلہ مخرج مسئلہ کے کیا،اور ٩۔١٥ میں توافق بالثلث ہے اب ہم نے دس والے کو (جو ایک شخص کا قرض تھا) ٣ میں (جو وفق ترکہ ہے) ضرب دی تو حاصل تیس آیا اب اس حاصل کو وفق تصحیح (٥) پر تقسیم کیا تو خارج دس والے کا حصہ قرار پایا اور وہ ٦ ہے۔

مثال۔	مسئلہ ۱۵ (۵)	ترکہ ۹ روپے (۳)
	قرض زید۔ ۱	قرض خالد۔ ۵
	۱۰	۵
	۶ روپیہ	۳ روپیہ

اس پر قیاس کرتے ہوئے تباین کی صورت کا حل کچھ مشکل نہ ہوگا۔

تخارج کا بیان

اس سے مراد یہ ہے کہ وارثوں میں کوئی یا قرض خواہوں میں سے کوئی تقسیم ترکہ سے پہلے میت کے مال میں سے کسی معین چیز کو لینا چاہے اور اس کے عوض اپنے حق سے دستبردار ہو جائے خواہ وہ حق اس چیز سے زائد ہو یا کم اور اس پر تمام ورثہ یا قرض خواہ متفق ہو جائیں تو اس کا نام فقہ کی اصطلاح میں تخارج یا تصالح ہے۔ اس صورت میں طریق تقسیم یہ ہے کہ اس شخص کے حصہ کو تصحیح سے خارج کر کے باقی مال تقسیم کر دیا جائے۔
(شریفیہ ص ۸۵، درمختار ج ۵ ص ۵۶۵)

مثلاً۔ ایک شخص نے ورثہ میں شوہر، ماں، اور چچا چھوڑے۔ اب شوہر نے کہا میں اپنا حصہ مہر کے بدلہ چھوڑتا ہوں اس پر باقی ورثہ راضی ہو گئے تو مال اس طرح تقسیم ہوگا۔

مثال۔	مسئلہ ۳	
	ماں	چچا
	۲	۱

توضیح: اب اصل مسئلہ شوہر کے ہوتے ہوئے ۶ تھا جس میں سے ۳ شوہر کو ملنا تھے اور تہائی۔ ۲ ماں کو ملنا تھے جب کہ ۱ چچا کا تھا اس لئے شوہر کا حصہ مہر کے عوض ساقط ہو گیا اور باقی وارثوں کے حصے حسب سابق رہے۔ خلاصہ یہ کہ وارثوں کو وہی حصے ملیں گے جو تخارج سے قبل خارج ہونے والے وارث کی موجودگی میں ملتے تھے۔
(درمختار ج ۵ ص ۵۶۵)

ردّ کا بیان

مسئلہ ۱: ردّ عول کی ضد ہے کیونکہ عول میں حصے مخرج سے زائد ہو جاتے ہیں اور مخرج مسئلہ میں اضافہ کرنا پڑتا ہے

جب کہ ردّ میں حصے گھٹ جاتے ہیں اور مخرج مسئلہ میں کمی کرنا پڑتی ہے، اب اگر یہ صورت واقع ہو کہ مخرج سے اصحاب فرائض کو انکے مقررہ حصوں کے دینے کے بعد بھی کچھ بچ جائے اور کوئی عصبہ بھی موجود نہ ہو تو باقی ماندہ کو اصحاب فرائض پر اُن کے حصوں کی نسبت سے دوبارہ تقسیم کیا جائے گا۔ (شریفیہ ص ۸۶، عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۹، درمختار ص ۵ ص ۵۴۷، تبیین الحقائق ج ۶ ص ۲۴۷)

مسئلہ ۲: شوہر اور بیوی پر ردّ نہیں کیا جائے گا جمہور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی قول ہے۔ (شریفیہ ص ۸۶ و محیط سرخسی بحوالہ عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۹، درمختار ج ۵ ص ۵۴۷، تبیین الحقائق ج ۶ ص ۲۴۷)

اس زمانے میں بیت المال کا نظام نہیں ہے اس لئے زوجین پر ردّ کر دیا جائے گا جب کہ اور کوئی وارث نہ ہو۔ (شامی و درمختار ج ۵ ص ۶۸۹)

مسئلہ ۳: ردّ کے مسائل چار اقسام پر مشتمل ہیں۔ پہلی قسم یہ ہے کہ مسئلہ میں ان وارثوں میں سے جن پر ردّ ہوتا ہے صرف ایک قسم ہو اور جن پر ردّ نہیں ہوتا ہے یعنی (زوجین) میں سے کوئی نہ ہو اس صورت میں مسئلہ انکے عدد رؤس سے کیا جائے گا کیونکہ مال سب کا سب انہی کو دینا ہے اور چونکہ رؤس و مخرج میں تماثل ہے اس لئے مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۹، تبیین الحقائق ج ۶ ص ۲۴۷)

مثال۔۱۔ بالرد مسئلہ ۲

بیٹی	بیٹی
۱	۱

مثال۔۲۔ بالرد مسئلہ ۲

بہن	بہن
۱	۱

مسئلہ ۴: اگر مسئلہ میں ایک سے زائد اجناس ان وارثوں کی ہیں جن پر رد ہوتا ہے اور جن پر رد نہیں ہوتا ہے وہ نہیں ہیں تو مسئلہ ان کے سہام سے کیا جائے گا۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۹، درمختار ج ۵ ص ۵۴۷، تبیین الحقائق ج ۶ ص ۲۴۷)

مثال۔۱۔ بالرد مسئلہ ۲

ماں شریک بہن	دادی
۱	۱

توضیح: اس مسئلہ میں دادی کا حصہ چھٹا ہے اور ماں شریک بہن کا بھی یہی ہے مسئلہ اگر ۶ سے کیا جاتا ہے تو ہر ایک کو ایک ایک ملتا اور ۴ بچتے۔ اس لئے مسئلہ انکے سہام سے یعنی ۲ سے کر دیا گیا۔

مثال۔۲۔ مسئلہ۳

ماں شریک بہنیں۔۲	ماں
۲	۱

توضیح: چونکہ ماں شریک بہنیں دو ہیں اس لئے انکا مقررہ حصہ ثلث ۳/۱ ہے جب کہ ماں کا حصہ چھٹا ہے۔اب اگر مسئلہ۶ سے کیا جائے تو بہنوں کو چھ میں سے۲ ملتے ہیں اور ماں کوایک ۔لہٰذاان کے مجموعی سہام۳ ہوئے پس بجائے اس کے کہ۶ سے مسئلہ کریں۳ ہی سے کر دیا۔اس طرح فرض حصہ دینے کے بعد جو کچھ بچا وہ بھی انہی کی طرف ردّ ہوگیا۔

مثال۔۳۔ بالرد مسئلہ۴

بیٹی	پوتی
۳	۱

توضیح: اصل مسئلہ۶ سے تھا جن میں سے نصف (یعنی۳) بیٹی کا ہےاور چھٹا یعنی ایک پوتی کا ہےتو کُل حصے۴ ہوئے انہی سے مسئلہ کر دیا گیا۔

مثال۔۴۔ بالرد مسئلہ۵

بیٹی۔۲۔	ماں
۴	۱

توضیح: چونکہ بیٹیاں۲ ہیں ان کو چھ کا دوتہائی یعنی۴ ملنا ہے جب کہ ماں کوایک ملے گا اس طرح مجموعی سہام۵ بنتے ہیں اورانہی سے مسئلہ کر دیا گیا۔

مثال۔۵۔　　بالرد مسئلہ ۵

ماں	پوتی	بیٹی
۱	۱	۳

مثال۔۶۔　　بالرد مسئلہ ۵

ماں شریک بہنیں ۲	بہن
۲	۳

مسئلہ ۵: اگر من یُرد علیہ کی ایک جنس ہو اور من لا یُرد علیہ بھی ہوں تو من لا یُرد علیہ کا حصہ پہلے اس کے اقلِّ مخارج سے دیا جائے گا اور اس مخرج سے جو بچے گا اس کو من یرڈ علیہ کے رؤس پر تقسیم کر دیا جائے گا اب اگر یہ باقی انکے رؤس پر پورا تقسیم ہو جائے تب تو ضرب وغیرہ کی ضرورت نہیں جیسا کہ آگے آئے گا۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۴۷۰، درمختار ج ۵ ص ۴۷ ۵، تبیین الحقائق ج ۶ ص ۳۴۷)

مثال۔　　بالرد مسئلہ ۴

بیٹیاں۔۳۔	شوہر
۳	۱

توضیح: جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اس مسئلہ میں شوہر من لا یُرد علیہ میں سے ہے جب کہ بیٹیاں من یُرد علیہ میں سے ہیں۔ اب شوہر کے لئے دو مخرج تھے ایک نصف اور دوسرا ربع، ربع اقل مخارج ہے۔ پس ہم نے ۴ سے مسئلہ کیا اور شوہر کا حصہ دے دیا۔ اب ۳ بچے تو انکے من یرد علیہ یعنی بیٹیوں کے عدد رؤس ۳ پر تقسیم کر دیا گیا جو پورا تقسیم ہو گیا لہٰذا مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۶: اگر من لا یرد علیہ کو انکے اقل مخارج سے دینے کے بعد باقیماندہ من یرد علیہ کے رؤس پر پورا تقسیم نہ ہو بلکہ اس میں اور انکے اعداد رؤس میں نسبت توافق ہو تو انکے عدد رؤس کے وفق کو من لا یرد علیہ کے مخرج مسئلہ میں ضرب دی جائے گی اور حاصل کو مخرج مسئلہ قرار دیا جائے گا۔

مثال۔ا۔ مسئلہ۴ /۸

بیٹیاں ۲ (۲)	شوہر
۳	۱
۶	۲

توضیح: یہاں من لا یردعلیہ میں سے شوہر ہے جس کا اقل مخرج ۴ ہے لہٰذا مسئلہ۴ سے ہی کیا گیا اور شوہر کو ایک دے دیا اب ۳، چھ پر پوری طرح تقسیم نہیں ہوتے لہٰذا ہم نے ۳ اور ۶ میں نسبت دیکھی تو وہ تداخل کی ہے جو حکم توافق میں ہے۔ اب بیٹیوں کے رؤس کا عدد وفق ۲ ہے، ۲ کو شوہر کے مخرج مسئلہ۴ سے ضرب دی تو حاصل ۸ آیا پھر اسی دو کو شوہر کے حصہ میں ضرب دی تو حاصل ۲ آیا اور دو بیٹیوں کے حصہ میں ضرب دی تو حاصل ۶ آیا اور ہر لڑکی کو ایک ایک ملا۔

مسئلہ ۷: اگر من لا یردعلیہ کے دینے کے بعد باقیماندہ میں اور من یردعلیہ کے رؤس میں نسبت تباین ہو تو کُل عدد رؤس کو من لا یردعلیہ کے مخرجِ مسئلہ میں ضرب دی جائے گی اور حاصل ضرب مخرجِ مسئلہ ہوگا۔

مثال۔ مسئلہ۴ /۲۰

بیٹیاں ۵	شوہر
۳	۱
۱۵	۵

توضیح: شوہر کا حصہ ادا کرنے کے بعد ۳ اور ۵ میں تباین ہے لہٰذا ۵ کو ۴ میں ضرب دیا تو حاصل بیس آیا جو مخرج مسئلہ بنایا گیا ہے پھر اس ۵ کو ہر فریق کے حصہ سے ضرب دے دی۔

مسئلہ ۸: مسائل ردّ میں چوتھی قسم یہ ہے کہ من لا یردعلیہ کے ساتھ من یردعلیہ کی دو جنسیں ہوں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ من لا یردعلیہ سے باقی ماندہ کو مسئلہ من یردعلیہ پر تقسیم کیا جائے اگر پورا تقسیم ہو جائے تو ضرب کی ضرورت نہیں اور اس کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ بیوی کو چوتھائی ملتا ہو اور باقی من یردعلیہ پر اثلاثاً تقسیم ہو رہا ہو۔

مثال۔ا۔ بالردمسئلہ۴ ۴۸/

بیوی	دادیاں۔۴۔	ماں شریک بہنیں۔۶۔
۱	۱	۲
۱۲	۱۲	۲۴

توضیح: یہاں بیوی کو چوتھائی دیا گیا ہے اور مسئلہ۴ سے کیا گیا ہے اور من یردعلیہ کا مسئلہ الگ کیا گیا ہے وہ اس طرح کہ اگر صرف دادیاں اور ماں شریک بہنیں ہوتیں تو مسئلہ بالرد۳ ہوتا جن میں سے ۲ بہنوں کو ایک اور ایک دادی کو ملتا۔ اب من یردعلیہ کا مسئلہ۳ سے ہے اور من لا یردعلیہ کا حصہ دے کر۳ بچتے ہیں لہٰذا اب ضرب کی ضرورت نہیں لیکن دادیوں پر ایک پورا تقسیم نہیں ہوتا جبکہ بہنوں پر ۲ پورے تقسیم نہیں ہوتے۔ دادیوں کے سہام اور اعداد روٗس میں تباین ہے لہٰذا ان کو اپنے حال پر رکھا گیا جب کہ بہنوں کے سہام اور اعداد روٗس میں توافق ہے لہٰذا بہنوں کا عدد وفق نکالا گیا جو۳ ہے اب ہمارے پاس یہ اعداد روٗس ہیں۔ ۱،۴،۳ جو سب متباین ہے۔ لہٰذا ہم نے بہنوں کے اعداد روٗس کے وفق کو دادیوں کے کُل اعداد رووٗس میں ضرب دیا تو حاصل۱۲ آیا۔ پھر اس حاصل کو من لا یردعلیہ کے مسئلہ۴ سے ضرب دی تو حاصل اڑتالیس ۴۸ آیا پھر اسی بارہ (۱۲) سے ہر فریق کے حصہ کو ضرب دی تو جو حاصل آیا وہ ہر ایک فریق کا حصہ ہے جیسا کہ آپ مثال میں دیکھ رہے ہیں۔

مسئلہ۹: اگر من لا یردعلیہ کا حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ من یردعلیہ کے مخرج مسئلہ پر پورا تقسیم نہ ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ من یردعلیہ کے کُل مسئلہ کو من لا یردعلیہ کے مسئلہ میں ضرب دیں اب جو حاصل ہوگا وہ دونوں فریقوں کا مخرج مسئلہ ہوگا۔

مثال۔ بالردمسئلہ۸ x ۵ /۴۰x۳۶ /۱۴۴۰ المضروب ۵ المضروب ۳۶

بیویاں۔۴۔	بیٹیاں۔۹۔	دادیاں۔۶۔	
۱	۴	۱	
۵	۲۸	۷	
۱۸۰	۱۰۰۸	۲۵۲	(لک۔لکل واحد
لک۴۵	لک۱۱۲	لک۴۲	

توضیح: اصولی طور پر یہ مسئلہ ۲۴ سے ہونا تھا کیونکہ آٹھواں دوتہائی اور چھٹے کے ساتھ آ رہا ہے لیکن حصے بچتے تھے اس لئے مسئلہ ردّ کا ہو گیا تو پہلے بیویوں کو ان کے اقل مخارج ۸ سے حصہ دیا پھر من یردعلیہ کا مسئلہ الگ حل کر کے دیکھا تو وہ ۵ ہو رہا ہے جس میں سے ۴ بیٹیوں کے حصہ میں آ رہے ہیں اور ایک دادی کے اب بیویوں کا حصہ نکالنے کے بعد ۷ بچے، جو ۵ پر پورے تقسیم نہیں ہوتے، اب من لایُردعلیہ کے باقیماندہ ۷ اور مسئلہ من یرد علیہ ۵ میں تباین ہونے کی وجہ سے مسئلہ من یردعلیہ ۵ کو کل مسئلہ من لا یردعلیہ میں ضرب دی تو حاصل چالیس (۴۰) آیا جو فریقین کا مخرج مسئلہ ہے۔ اب ان میں سے ہر فریق کا حصہ معلوم کرنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ من لا یردعلیہ کے سہام کو مسئلہ من لا یردعلیہ میں ضرب دیں جیسے یہاں ایک کو ۵ سے ضرب دی تو حاصل ۵ آیا یہ من لا یردعلیہ کا حصہ ہے اور من یردعلیہ میں سے ہر فریق کے حصہ کو مسئلہ من لا یردعلیہ کے باقی ماندہ سے ضرب دی جائے گی تو بیٹیوں کو ۴ ملے تھے انہیں جب ۷ میں ضرب دی گئی تو حاصل ۲۸ آیا جو بیٹیوں کا مجموعی حصہ ہے اور دادیوں کے حصے کو جب سات میں ضرب دی تو ۷ آیا یہ دادیوں کا مجموعی حصہ ہے اب اگر ہر فریق یا بعض کے حصے انکے رؤس پر پوری طرح تقسیم نہ ہوتے ہوں تو وہی عمل دہرایا جائے گا جو تصحیح کے باب میں ہم بیان کر آئے ہیں مثلاً اسی مسئلہ میں بیویوں کی تعداد ۴ اور انکے حصے ۵ ہیں جن میں تباین ہے۔ اس لئے ان اعداد کو یونہی رکھا گیا۔ بیٹیاں ۹ ہیں اور ان کے حصے ۲۸ ان میں بھی تباین کی نسبت ہے لہٰذا یہ بھی اپنی جگہ رہے اور یہی حال دادیوں کا ہے اب صرف رؤس کے درمیان نسبت تلاش کی تو دادیاں ۶ اور بیویاں ۴ ہیں۔ ان میں توافق بالنصف ہے لہٰذا ہم نے ۴ کے نصف ۲ کو ۶ میں ضرب دی تو حاصل ۱۲ آیا۔ اور یہ عدد بیٹیوں کی تعداد ۹ سے توافق بالثلث کی نسبت رکھتا ہے لہٰذا ۱۲ کے ثلث ۴ کو ۹ سے ضرب دی تو حاصل ۳۶ آیا اس کو ۴۰ میں ضرب دی تو حاصل ایک ہزار چار سو چالیس آیا۔ پھر اس مضروب سے ہر فریق کے حصوں کو ضرب دی بیویوں کے حصے ۵ کو ۳۶ سے ضرب دی تو حاصل ایک سو اسّی آیا، جب اس کو ۴ پر تقسیم کیا تو ہر ایک کو ۴۵ ملا۔ بیٹیوں کے حصہ ۲۸ کو جب ۳۶ سے ضرب دی تو حاصل ایک ہزار آٹھ آیا۔ اس کو ۹ پر تقسیم کیا ہر لڑکی کو ۱۱۲ ملا پھر دادیوں کے حصے ۷ کو ۳۶ سے ضرب دی تو حاصل دو سو باون آیا۔ اور اس کو ۶ پر تقسیم کیا تو ہر ایک کا حصہ بیالیس نکلا۔ (تبیین الحقائق ج ۶ ص ۲۴۸)

مُناسَخہ کا بیان

یہ لفظ نسخ سے نکلا ہے جس کے معنی بدلنے کے ہیں اور فرائض کی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ میت کے ترکہ کی تقسیم سے قبل ہی اگر کسی وارث کا انتقال ہو جائے تو اس کا حصہ اس کے وارثوں کی طرف منتقل کر دیا جائے۔ (شریفیہ ص ۱۰۴، عالمگیری ج ۵ ص ۵۵۸)

مسئلہ ا: اگر دوسری میت کے ورثہ بعینہٖ وہی ہیں جو پہلی میت کے تھے اور تقسیم میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا ہے تو ایک ہی مرتبہ تقسیم کافی ہو گی کیونکہ تکرار بے کار ہے۔

مثال۔　　مسئلہ ۷

بیٹے ۲	بیٹیاں ۳
۴	۳

اب ان بیٹیوں میں سے اگر کوئی مرجائے اوراس کا وارث نہ ہوسوائے حقیقی بھائی اور بہنوں کے تو اب ظاہر ہے کہ ان کے درمیان ترکہ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے گا اوراس طرح ان کے حصوں میں تقسیم کے اعتبار سے کچھ فرق نہ ہوگا لہٰذا بجائے اس کے کہ ہم دوبارہ علیحدہ مسئلہ کی تصحیح کریں ہم نے شروع سے مال اس طرح تقسیم کیا کہ مرنے والی بیٹی کو بالکل ساقط کردیا۔ جیسے مثال سابق کو اس طرح حل کریں گے۔

مثال۔　　مسئلہ ۶

بیٹے ۲	بیٹیاں ۲
۴	۲

یعنی اب بیٹیاں بجائے ۳ کے دو ہی ہیں اور مرنے والی بیٹی کا ترکہ ازخود اس کے بھائیوں اور بہنوں پر منقسم ہوگا۔

مسئلہ ۲: اگر دوسری میت کے ورثہ پہلی میت کے ورثہ سے مختلف ہیں تو اس کی تصحیح کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے پہلی میت کا ترکہ بیان کردہ اصولوں کے مطابق تقسیم کیا جائے پھر دوسری میت کا ترکہ بھی اصول مذکورہ کی روشنی میں تقسیم کریں اب مناسخہ کا عمل شروع ہوگا اور وہ یہ ہے کہ دوسری میت کے مسئلہ کی تصحیح اوراس کے مافی الید (یعنی جو حصہ اس کو پہلی میت سے ملا ہے) میں تین حالتوں میں کوئی حالت ہوگی (۱) یا ان دونوں میں نسبِ تماثل ہوگی (۲) یا توافق ہوگا (۳) یا تباین ہوگا۔ اگر نسبتِ تماثل ہے تب تو ضرب کی ضرورت نہیں بلکہ پہلی تصحیح بمنزلہ اصل مسئلہ کے ہوجائے گی اور دوسری تصحیح کے ورثہ گویا پہلی تصحیح کے ورثہ بن جائیں گے۔ اس طرح دونوں میتوں کے وارثوں کا مخرج مسئلہ ایک ہی رہے گا اور اگر نسبت توافق ہو تو تصحیح ثانی کے عدد وفق کو پہلی تصحیح کے کُل میں ضرب دی جائے گی اور اگر نسبت تباین ہو تو تصحیح ثانی کو تصحیح اول میں ضرب دی جائے گی۔ اب جو حاصل آئے گا وہ دونوں مسئلوں کا مخرج ہوگا پھر ان دونوں آخری صورتوں میں پہلی تصحیح کے ورثہ کے حصوں کو دوسری تصحیح کے کُل یا وفق میں ضرب دی جائے گی۔ جب کہ دوسری تصحیح کے ورثہ کو مافی الید کے کُل وفق میں ضرب دی جائے گی۔

مثال۔۱۔ بالردمسئلہ۴ x۴ /۱۶x۲ /۳۲ x۴ /۱۲۸

شوہر	بیٹی	ماں
حامد	کریمہ	عظیمہ
۱	۳	۱
۴	۹	۳
		۶

۲۔ مسئلہ۴ تماثل حامد

بیوی	باپ	ماں
حلیمہ	عمرو	رحیمہ
۱	۲	۱
۲	۲	۲
۸	۱۶	۸

مسئلہ۳: اگر مافی الیداور تصحیح ثانی میں نسبت تداخل ہوتو چھوٹے عدد کوکسی سے ضرب نہیں دی جائے گی بڑے عدد کے وفق سے ضرب دی جائے گی۔

مسئلہ۴: اگر دوسرے کے بعد تیسرا چوتھا (آگے تک) مرتا رہے تو یہی اصول جاری ہوں گے صرف یہ خیال رہے کہ پہلی اور دوسری تصحیح کا مبلغ، پہلے مسئلہ کی تصحیح کے قائم مقام ہوگا اور تیسرا بمنزلہ دوسری تصحیح کے ہوگا۔ وعلی ھذ القیاس۔

توضیح: اصطلاح میں ایک میت کے ورثہ کوایک بطن کہتے ہیں۔اب یہ مسئلہ چار بطون پر مشتمل ہے بطن اوّل میں مسئلہ ردّ کا ہے۔۱/ ۴ حصہ شوہر کو، ۱/۲، بیٹی کواور ۱/۶ ماں کو۔حسب قاعدہ شوہر کو اقلِّ مخارج یعنی ۴ سے حصہ دیا گیا پھر ماں اور بیٹی کا مسئلہ الگ کیا تو ۶ سے ہوا۔اس میں نصف یعنی ۳ بیٹی کو اور چھٹا یعنی ۔۱۔ ماں کو دیا۔اب انکے حصوں کو بمنزلہ رؤس کے قرار دیا گیا اوران کی نسبت شوہر کا حصہ الگ کرنے کے بعد باقی مسئلہ سے کی تو تباین کی نسبت نکلی ۔کیونکہ ۳ اور ۴ میں تباین ہے پھر چار کو چار سے ضرب دی تو حاصل ۱۶ آیا اب جن پر رد کیا

۳۔ مسئلہ ۶/۲ توافق بالثلث کریمہ مف ۳/۹ (مف۔مافی الیدکامخفف ہے)

بیٹی	بیٹا	بیٹا	نانی
رقیہ	خالد	عبداللہ	عظیمہ
۲/۳	۲/۶	۲/۶	۱/۳
۱۲	۲۴	۲۴	

۴۔ مسئلہ ۲/ ۴ تباین عظیمہ (مف۔مافی الیدکامخفف ہے)

شوہر	بھائی	بھائی
عبدالرحمٰن	عبدالرحیم	عبدالکریم
۱/۲	۱/۹	۱/۹
۱۸		

الاحیاء المبلغ ۱۲۸

حلیمہ	عمرو	رحیمہ	رقیہ	خالد	عبداللہ	عبدالرحمٰن	عبدالرحیم	عبدالکریم
۸	۱۶	۸	۱۲	۲۴	۲۴	۱۸	۹	۹

جاتا ہے انکے سہام کوان لوگوں کے سہام میں ضرب دیا جن پر رد نہیں کیا جاتا ہے تو حاصل چار آیا اور جن پر رد کیا جاتا ہے انکے سہام کو جن لوگوں پر رد نہیں کیا جاتا انکے باقی میں ضرب دی یعنی ۳۔ تو بیٹی کو ۹ ملے اور ماں کو ٦ ملے پھر شوہر کا انتقال ہوگیا اور اس نے اپنی دوسری بیوی اور باپ اور ماں چھوڑے۔ مسئلہ چار سے کیا چوتھائی بیوی کو دیا۔ اور باقی ماندہ کا ایک تہائی ماں کو دیا اور باقی ۲ بطور عصوبت باپ کو دیئے اب چونکہ مخرج مسئلہ ثانی ۴ اور مافی الید ۴ میں مماثلت ہے اسلئے ضرب کی کوئی ضرورت نہیں اور ان دونوں مسئلوں کا مخرج وہی سولہ رہا جو پہلے تھا۔ پھر کریمہ کا انتقال ہوا اس نے ایک بیٹی دو بیٹے اور نانی چھوڑی، مسئلہ ٦ سے ہوا ایک

بیٹی کو، ایک دادی کوملا اور دودو ہر بیٹے کے حصہ میں آئے۔اب مافی الید۹ اور مسئلہ۶ میں توافق بالثلث ہے تو چھ کے وفق یعنی۲ کو پہلے مسئلے سے ضرب دی تو حاصل بتیس آیا پھراسی دوکو بطن نمبر۲ کے ورثہ کے حصوں کو ضرب دی اور مافی الید کے وفق یعنی۳ سے بطن نمبر۳ کے ورثہ کے حصوں کوضرب دی۔اب عظیمہ کا انتقال ہوا اس نے شوہراور۲ بھائی چھوڑے مسئلہ۲ سے ہوا جن میں ایک شوہر کوملا اور چونکہ ایک دو بھائیوں پر پورا منقسم نہیں ہوتا تھا اس لئے عدد رؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دی تو حاصل۴ آیا پھراسی مضروب کو ہرایک کے حصے میں ضرب دے دی۔اب مافی الید۹ اور مسئلہ۴ میں نسبت تباین ہے لہٰذا۴ کو۳۲ سے ضرب دی تو حاصل ایک سواٹھائیس آیا۔پھراس چارکواوپر والے بطون کے ورثہ کے حصوں سے ضرب دی اور۹ کواسی میت کے ورثہ سے ضرب دی۔

فائدہ: یہ خیال رہے کہ ضرب صرف انہی ورثہ کے حصوں میں دی جائے گی جوزندہ ہوں اور جومُردہ ہو چکے ہیں ان کوایک مربع خانہ میں محصور کر دیا جائے گا تاکہ ضرب دیتے وقت غلطی کا امکان نہ رہے۔مناسخہ میں ورثہ کے نام ضرور لکھے جائیں خواہ فرضی کیوں نہ ہوں اس لئے کہ جب ان میں سے بعض ورثہ کا انتقال ہو جائے تو ان کے باہمی رشتہ کے تعیین میں آسانی ہوگی۔نیز اختتام عمل پر لفظ الاحیاء المبلغ لکھ کر جوزندہ وارث ہوں ان کے مجموعی حصص لکھے جائیں گے۔بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی شخص کوئی بطون سے مختلف حصے پاتا ہے۔مثلاً خالد نے بطن اول سے۲ بطن ثانی سے ۶ حصے پائے تواب الاحیاء کے نیچے اس کا نام لکھ کر۱۲ لکھیں گےاس طرح عمل مناسخہ تکمیل کو پہنچے گا۔

ذوی الارحام کا بیان

مسئلہ۱: اگرچہ ذوی الارحام کے معنی مطلق رشتہ داروں ک ہیں لیکن اصحاب فرائض کی اصطلاح میں اس سے مراد صرف وہ رشتہ دار ہیں جو نہ تو اصحاب فرائض میں سے ہیں اور نہ ہی عصبات میں سے ہیں۔(عالمگیری ج۶ ص۴۵۸،سراجی ص۳۴،شامی ج۵ص۶۹۳)

مسئلہ۲: ذُوی الارحام کی چار اقسام ہیں۔(۱) پہلی قسم میں وہ لوگ ہیں جومیت کی اولاد میں ہوں۔یہ بیٹیوں یا پوتیوں کی اولاد ہے۔(۲) دوسری قسم، یہ وہ لوگ ہیں جن کی اولاد خودمیت ہے یہ جدفاسد یا جدہ فاسدہ ہے خواہ ان کی تعداد کتنی ہی کیوں نہ ہو۔(۳) تیسری قسم، یہ وہ لوگ ہیں جومیت کے ماں باپ کی اولاد میں ہوں جیسے حقیقی بھائیوں کی بیٹیاں یا علاتی بھائیوں کی بیٹیاں اوراخیافی بھائیوں کے بیٹے بیٹیاں اور ہرقسم کی بہنوں کی اولاد۔(۴) چوتھی قسم، یہ وہ لوگ ہیں جومیت کے دادا دادی، نانی نانی کی اولاد میں ہوں۔جیسے باپ کا ماں شریک بھائی اوراس کی اولاد پھوپھیاں اوران کی اولاد ماموں کی اولاد خالائیں اوران کی اولاداور ماں باپ دونوں کی طرف سے چچاؤں کی بیٹیاں یاان کی اولاد۔(عالمگیری ج۶ص۴۵۹)

مسئلہ۳: ان میں ترتیب یہی ہے کہ پہلی قسم کے ہوتے ہوئے دوسری قسم کے ذوی الارحام وارث نہ ہوں گے اور

دوسری قسم کے ہوتے ہوئے تیسری قسم کے وارث نہ ہوں گے۔ تیسری قسم کے ہوتے ہوئے چوتھی قسم کے وارث نہ ہوں گے۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۹، کافی بحوالہ عالمگیری شامی ج ۵ ص ۶۹۳)

مسئلہ ۴: ذوی الارحام اسی وقت وارث ہوں گے جب کہ اصحاب فرائض میں سے وہ لوگ موجود نہ ہوں جن پر مال دوبارہ رد کیا جا سکتا ہو اور عصبہ بھی نہ ہو۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۹)

مسئلہ ۵: اس پر اجماع ہے کہ زوجین کی وجہ سے ذوی الارحام مجوب نہ ہوں گے یعنی زوجین کا حصہ لینے کے بعد ذوی الارحام پر تقسیم کیا جائے گا۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۹)

مسئلہ ۶: پہلی قسم کے ذوی الارحام میں میراث کا زیادہ مستحق وہ ہے جو میت سے اقرب ہو جیسے نواسی پر پوتی سے زیادہ مستحق ہے۔

مسئلہ ۷: اگر قربِ درجہ میں سب برابر ہیں تو ان میں سے جو وارث کی اولاد ہے وہ زیادہ مستحق ہے خواہ وہ عصبہ کی اولاد ہو یا صاحب فرض کی ہو جیسے پر پوتی نواسی کے بیٹے سے زیادہ مستحق ہے اور پوتی کا بیٹا نواسی کے بیٹے سے زیادہ مستحق ہے۔ (کافی بحوالہ عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۹، شامی ج ۵ ص ۶۹۳)

مسئلہ ۸: اگر قرب میں سب برابر ہوں اور ان میں وارث کی اولاد کوئی نہ ہو یا سب وارث کی اولاد نہ ہوں تو مال سب میں برابر تقسیم کیا جائے گا جب کہ تمام ذوی الارحام مرد ہوں یا تمام عورت ہوں اور اگر کچھ مرد ہوں اور کچھ عورتیں ہوں تو فللذکر مثل الانثیین کے مطابق تقسیم ہوگا۔ اس حکم پر ہمارے ائمہ کا اتفاق ہے جب کہ ان ذوی الارحام کے آبا و امہات ذکورہ و انوثت کی صفت میں متفق ہوں۔

مسئلہ ۹: اگر اصول کی صفات ذکورت و انوثت کے اعتبار سے مختلف ہوں تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ابدان فروع کا اعتبار ہوگا۔ اور مال انکے درمیان برابر تقسیم ہوگا۔ بشرطیکہ وہ سب مرد ہوں یا سب عورتیں ہوں اور اگر ملے جلے ہوں تو للذکر مثل الانثیین کے مطابق تقسیم ہوگا۔

مثال۔ا۔　　مسئلہ ۳

نواسہ	نواسی
۲	۱

توضیح: اب چونکہ یہاں صفت اصول متفق ہے۔ یعنی دونوں بیٹی کی اولاد ہیں تو مال کی تقسیم باعتبار ابدان ہوگی۔ یعنی نواسہ مرد ہونے کی وجہ سے بمنزلہ دو عورتوں کے ہے گویا کُل ۳ وارث ہوئے تو مال کے تین حصہ کر لئے گئے۔ دو حصے نواسے کو اور ایک حصہ نواسی کو دے دیا گیا۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۹، شامی ج ۵ ص ۶۹۴)

مثال۔۲۔ مسئلہ۳

نواسی کے بیٹے کا بیٹا (ابن ابن بنت بنت)	نواسی کی بیٹی کی بیٹی (بنت بنت بنت بنت)
۲	۱

توضیح: اب چونکہ اصول دونوں کے متفق ہیں یعنی مونث ہیں تو اب مال وارثوں کے ابدان کے اعتبار سے تقسیم ہوگا یعنی مرد کو دوگنا اور عورت کو اکہرا ملے گا۔

مثال۔۳۔ مسئلہ۲

نواسی کی بیٹی (بنت بنت بنت)	نواسہ کی بیٹی (بنت ابن بنت)
۱	

توضیح: اس صورت میں ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ابدان کا اعتبار کرتے ہوئے مال ان کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر دیا جائے گا۔

مثال۔۴۔ مسئلہ۴

نواسہ کی بیٹی نفر۲	نواسی کا بیٹا ایک نفر
۲	۲

توضیح: اس صورت میں بھی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک وارثوں کے ابدان کا اعتبار کرکے نواسی کے بیٹے کو نواسے کی دونوں بیٹیوں کے برابر قرار دے کر دو (۲) نواسی کے بیٹے کو اور ایک ایک نواسے کی دونوں بیٹیوں کو دیا جائے گا۔

فائدہ: ذوی الارحام کے بارے میں امام اسبیجابی نے مبسوط میں فرمایا کہ ابو یوسف کا قول اصح ہے کیونکہ وہ سہل تر ہے۔ صاحب محیط کا بیان ہے کہ بخارا کے مشائخ نے ان مسائل میں ابو یوسف کے قول پر ہی فتویٰ دیا ہے۔ (کافی بحوالہ عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۰، بحرالرائق ج ۸ ص ۵۰۸) اس لئے اس کتاب میں ابو یوسف کا قول ہی اختیار کیا گیا ہے۔

ذوی الارحام کی دوسری قسم

ذوی الارحام کی دوسری قسم وہ لوگ ہیں جن کی اولاد میں میت خود ہے جیسے فاسد دادا اور دادی ان میں میراث کا مستحق وہی ہوگا جو میت سے زیادہ قریب ہوگا خواہ وہ باپ کی جانب کا ہو یا ماں کی جانب اور قریب والے کے ہوتے ہوئے دور والا محروم رہے گا خواہ یہ قریب والا مؤنث ہو اور بعید والا مذکر ہو۔ (طحطاوی ص ۳۹۹ ج ۴ شامی ج ۵ ص ۶۹۵، بحرالرائق ج ۸ ص ۵۰۷، سراجی ص ۴۶)

مثال۔ مسئلہ ا

نانا	نانی کا باپ	دادی کا باپ
ا	م	م

چونکہ ان تینوں میں نانا میت کے زیادہ قریب ہے اس لئے کل مال نانا ہی کو ملے گا اور باقی دونوں محروم ہوں گے۔

مسئلہ۲: اگر یہ لوگ رشتہ داری کے قرب کے اعتبار سے برابر ہوں تو انکی چھ صورتیں ہیں۔

(۱) ان میں سے بعض کی نسبت میت کی جانب وارث کے واسطے سے ہو اور بعض کی نسبت وارث کے واسطے سے نہ ہو۔ جیسے ابِ ام الام یعنی نانی کا باپ، اب ابُ الام یعنی نانا کا باپ۔

توضیح: ان میں نانی کے باپ کی رشتہ داری میت سے نانی کے واسطے سے ہے اور نانی ذوی الفروض میں ہے اور نانا کے باپ کی رشتہ داری نانا کے واسطے سے ہے وہ خود ذوی الفروض میں سے نہیں ہے بلکہ ذوی الارحام میں ہے لیکن نانی کا باپ اور نانا کا باپ درجہ میں برابر ہے اس لئے مذہب صحیح پر دونوں وارث ہوں گے اور وارث کے ذریعہ سے رشتہ داری سبب ترجیح نہ ہوگی۔ (شامی ج ۵ ص ۶۹۵، طحطاوی ج ۴ ص ۳۹۹، بحرالرائق ج ۸ ص ۵۰۸، عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۰)

(۲) ان سب کی نسبت میت کی طرف وارث کے واسطے سے ہو جیسے اب ام اب یعنی دادی کا باپ اور جیسے ابِ ام ام یعنی نانی کا باپ۔

توضیح: دادی کے باپ کی رشتہ داری دادی کے ذریعہ سے ہے اور دادی ذوی الفروض میں ہے اسی طرح نانی کے باپ کی رشتہ داری نانی کے ذریعہ سے ہے وہ بھی ذوی الفروض میں سے ہے تو دونوں وارث ہوں گے۔

(۳) ان میں سے کسی کی نسبت میت کی طرف وارث کے واسطے سے نہ ہو۔ جیسے اب اب ام یعنی نانا کا باپ وامِ اب ام یعنی نانا کی ماں۔

توضیح: نانا کے باپ کی رشتہ داری نانا کے واسطے سے ہے اور نانا ذوی الارحام میں ہے۔ یہی رشتہ نانا کی ماں کا بھی ہے لہٰذا دونوں کی رشتہ داری وارث کے واسطے سے نہیں ہے تو دونوں وارث ہو جائیں گے۔

(۴) ان سب کی میت سے رشتہ داری میت کے باپ کی طرف سے ہو۔ جیسے اب اب ام الاباب یعنی دادی کا دادا اور ام اب ام الاب یعنی دادی کی دادی۔

(۵) ان سب کی میت سے رشتہ داری میت کی ماں کی جانب سے ہو جیسے اب اب الام نانا کا باپ اور جیسے ام اب ام نانا کی ماں۔

(۶) ان میں سے بعض کی رشتہ داری میت کے باپ کی جانب سے اور بعض کی رشتہ داری ماں کی جانب سے ہو جیسے اب ام الاب یعنی دادی کا باپ اور اب ام الام نانی کا باپ۔

مسئلہ ۳: جب درجہ میں مساوی ذوی الارحام کی میت سے قرابت میں اتحاد ہو مثلاً سب میت کے باپ کی جانب کے رشتہ دار ہوں جیسا چوتھی صورت میں ہے یا سب کی قرابت میت کی ماں کی جانب سے ہو جیسے پانچویں صورت میں ہے۔ اور جس کے ذریعہ سے قرابت ہے وہ مذکر و مؤنث ہونے میں بھی یکساں ہے تو یہ ذوی الارحام بھی اگر خود سب مذکر ہوں یا سب مؤنث ہوں تو سب کو برابر حصہ ملے گا۔ اور اگر بعض مذکر ہیں اور بعض مؤنث تو **للذکر مثل حظ الانثیین** حصہ ہوگا۔ اور اگر جن کے ذریعہ سے نسبت تھی ان کے مذکر و مؤنث ہونے میں اختلاف ہو تو سب سے پہلی جگہ جہاں اختلاف ہوا تھا وہاں مذکروں کو دو حصے اور مؤنثوں کو ایک حصہ دیا جائے گا۔ (طحطاوی ج ۴ ص ۳۹۹، شامی ج ۵ ص ۶۹۵، شریفیہ ص ۱۹۰) پھر مذکروں کے حصے کو انکے وارثوں میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ سب مذکر ہوں یا سب مؤنث تو ان کے ابدان پر برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا اور اگر کچھ مذکر ہوں اور کچھ مؤنث تو **للذکر مثل حظ الانثیین** بالکل اسی طرح مؤنثوں کے حصے ان کے وارثوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔

چوتھی صورت کی یہ تین مثالیں ہیں۔

نمبر(۱) اب اب ام الاب (یعنی دادی کا دادا) = اب ام ام الاب (یعنی دادی کا نانا)

نمبر(۲) ام اب ام الاب (یعنی دادی کی دادی) = ام ام ام الاب (یعنی دادی کی نانی)

نمبر(۳) اب اب ام الاب (یعنی دادی کا دادا) = ام اب ام الاب (یعنی دادی کی دادی)

توضیح مثال ۱: اس میں دادی کے دادا اور دادی کے نانا دونوں کی رشتہ داری باپ کی جانب سے ہے اور درجہ میں بھی دونوں برابر ہیں اور دونوں مذکر ہیں۔ لیکن دادی کے دادا کی قرابت دادی کے باپ کی وجہ سے ہے اور وہ مذکر ہے اور دادی کے نانا کی قرابت دادی کی ماں کی وجہ سے ہے اور وہ مؤنث ہے۔ لہٰذا مال کے تین حصے کر کے دادی کے دادا کو دو حصے اور دادی کے نانا کو ایک حصہ ملے گا۔

توضیح مثال ۲: اس میں دادی کی نانی اور دادی کی دادی دونوں کی رشتہ داری باپ کی جانب سے ہے اور درجہ میں دونوں برابر ہیں اور دونوں مؤنث ہیں لیکن دادی کی دادی کی نسبت میت کی جانب دادی کے باپ کے ذریعہ سے ہے اور وہ مذکر ہے اور دادی کی نانی کی نسبت دادی کی ماں کے ذریعہ سے ہے اور وہ مونث ہے۔ لہٰذا مال کے تین حصے کر کے دو حصے دادی کے دادکو اور ایک حصہ دادی کی نانی کو ملے گا۔

توضیح مثال۳: دادی کا دادا اور دادی کی دادی دونوں کی رشتہ داری تو باپ کی جانب سے ہے اور درجہ میں بھی برابر ہیں اور جس کے ذریعہ سے قرابت ہے وہ بھی دونوں جگہ مذکر ہے مگر یہ مذکر و مؤنث ہونے میں مختلف ہیں۔ لہٰذا مال کے تین حصے کر کے دو حصے دادی کے دادا کو اور ایک حصہ دادی کی دادی کو دیا جائے گا۔

پانچویں صورت کی یہ تین مثالیں ہیں۔

نمبر(۱) اب اب اب الام (نانا کا دادا) = اب اب ام الام (نانی کا دادا)

نمبر(۲) ام اب اب الام (نانا کی دادی) = ام ام اب الام (نانا کی نانی)

نمبر(۳) اب اب الام (نانا کا باپ) = ام اب ام (نانا کی ماں)

توضیح مثال۱: نانا کے دادا اور نانی کا دادا دونوں کی رشتہ داری ماں کی طرف سے ہے اور درجہ میں دونوں برابر ہیں اور دونوں مذکر ہیں۔ لیکن ذریعہ قرابت میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف ماں کے اوپر نانی اور نانا میں ہوا۔ لہٰذا وہیں مال اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ نانا کو دو حصے اور نانی کو ایک حصہ ملے گا پھر نانا کا حصہ اس کے دادا کو اور نانی کا حصہ اس کے دادا کو دیا جائے گا۔

توضیح مثال۲: نانا کی دادی اور نانا کی نانی دونوں کی رشتہ داری ماں کی جانب سے ہے اور دونوں درجہ میں برابر ہیں اور دونوں مؤنث ہیں۔ لیکن ذریعہ قرابت میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف نانا کے اوپر سے شروع ہوا نانا کی دادی کی قرابت نانا کے باپ کی وجہ سے ہے اور نانا کے نانی کی قرابت نانا کے ماں کی وجہ سے ہے لہٰذا نانا کی ماں اور باپ میں پہلے مال اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ نانا کے باپ کو دو حصے اور نانا کی ماں کو ایک حصہ دیا جائے گا پھر نانا کے باپ کا حصہ اس کی ماں کو اور نانا کی ماں کا حصہ اس کی ماں کو دے دیا جائے گا۔

توضیح مثال۳: نانا کا باپ اور نانی کی ماں دونوں کی رشتہ داری ماں کی جانب سے ہے اور دونوں درجہ میں برابر ہیں مگر مؤنث و مذکر میں مختلف ہیں لہٰذا کوئی اور وارث نہ ہونے کی صورت میں مال کے تین حصہ کر کے نانا کے باپ کو دو حصے اور ایک حصہ نانی کی ماں کو ملے گا۔

ذوی الارحام کی تیسری قسم

میت کے بھائی بہنوں کی وہ اولادیں ہیں جو عصبات و ذوی الفروض میں نہیں ہیں مثلاً ہر قسم کے بھائیوں یعنی عینی، علاتی، اخیافی بھائیوں کی بیٹیاں اور ہر قسم کی بہنوں کے بیٹے بیٹیاں اور اخیافی بھائیوں کے بیٹے۔

مسئلہ ۱: ان ذوی الارحام میں اگر درجہ میں تفاوت ہو تو جو زیادہ قریب ہوگا اگرچہ مؤنث ہو وہ وارث ہوگا بعید والا وارث نہیں ہوگا۔ (شامی ج ۵ ص ۶۹۵، عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۱، بحرالرائق ج ۸ ص ۵۰۸، شریفیہ ص ۱۱۰، طحطاوی ج ۴ ص ۳۹۹)

مثال۔ مسئلہ ا

بنت الاخت	ابن بنت الاخ
بہن کی لڑکی	بھتیجی کا لڑکا
ا	م

توضیح: چونکہ بھانجی اور بھتیجی کا لڑکا دونوں ذوی الارحام کی تیسری قسم میں ہیں بھانجی قریب ہے اس لئے جب ذوی الارحام کی قسم اول اور ثانی نہ ہو تو قسم ثالث میں بھانجی وارث ہو جائے گی بھتیجی کا بیٹا وارث نہیں ہوگا۔

مسئلہ۲: اور اگر درجہ میں سب برابر ہوں تو تین صورتیں ہوں گی یا تو سب وارث کی اولاد ہوں گے یا کوئی وارث کی اولاد نہ ہوگا۔ یا بعض وارث کی اولاد ہوں گے اور بعض وارث کی اولاد نہ ہوں گے۔ تو اگر بعض وارث کی اولاد ہوں اور بعض وارث کی اولاد نہ ہوں تو وارث کی اولاد مقدم ہوگی غیر وارث کی اولاد پر۔ (شامی ج ۵ ص ۶۹۵، عالمگیری ج ۸ ص ۴۶۱، شریفیہ ص ۱۱۰، طحطاوی ج ۴ ص ۳۹۹)

مثال۔ مسئلہ ا

بنت ابن اخ	ابن بنت الاخت
بھتیجے کی بیٹی	بھانجی کا بیٹا
ا	م

توضیح: بھتیجے کی بیٹی اور بھانجی کا بیٹا درجہ میں دونوں برابر ہیں مگر بھتیجہ خود عصبہ ہے اور بھانجی ذوی الارحام میں ہے اس لئے بھتیجے کی بیٹی وارث کی اولاد ہونے کی وجہ سے وارث ہوگی اور بھانجی کا بیٹا وارث نہیں ہوگا خواہ یہ بہن بھائی جن کی اولادیں یہ ہیں حقیقی ہوں یا علاتی ہوں یا ایک علاتی اور ایک عینی ہو تینوں صورتوں کا یہی حکم ہے۔ (شامی ج ۵ ص ۶۹۵)

مسئلہ۳: اگر تیسری قسم کے ذوی الارحام سب وارث کی اولاد ہیں تو اس کی بھی تین صورتیں ہیں۔ (۱) سب عصبہ کی اولاد ہوں (۲) سب ذوی الفروض کی اولاد ہوں (۳) بعض عصبہ کی اولاد ہوں اور بعض ذوی الفروض کی۔

مثال ا: بنت ابی اخ حقیقی بنت ابی اخِ حقیقی۔ بنت ابی اخ علاتی۔ بنت ابی اخ علاتی۔

مثال۲: بنت اخت عینی ۔ بنت اخت عینی ۔ بنت اخت علاتی ۔ بنت اخت علاتی ۔

مثال۳: بنت اخ عینی ۔ بنت اخِ اخیافی ۔ بنت اخ علاتی اور بنت اخ اخیافی ۔

مسئلہ۴: ذوی الارحام کی تیسری قسم میں جب کوئی عصبہ اور ذوی الفروض کی اولاد نہ ہو جیسے بنت بنت اخ اور جیسے ابن بنتِ اخ مسئلہ ۲ اور ۳ کی تمام صورتوں میں جب ذوی الارحام درجہ میں مساوات کے ساتھ قوت اور ضعف میں بھی برابر ہوں اور مذکر و مؤنث ہونے میں بھی یکساں ہوں تو سب کو برابر حصہ ملے گا اور اگر مذکر و مؤنث ہونے میں مختلف ہوں تو للذکر مثل حظ الانثیین ملے گا اور اگر قوت وضعف میں مختلف ہوں گے تو امام ابو یوسف کے قول پر جس کو ذوی الارحام کے بارے میں ہم نے لیا ہے جو رشتہ میں قوی ہو گا وہ اولیٰ ہو گا اس سے جو رشتہ میں ضعیف ہے یعنی حقیقی بھائی کی اولادیں علاتی بھائی کی اولادوں کے مقابلہ میں ادنیٰ ہوں گی اور علاتی بھائی کی اولادیں اخیافی بھائی کی اولاد سے اولیٰ ہوں گی ۔ (شامی ج ۵ ص ۶۹۵ ، عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۱ ، بحرالرائق ج ۸ ص ۵۰۹ ، شریفیہ ص ۱۱۱ ، طحطاوی ج ۴ ص ۳۹۹)

مسئلہ۱: اگر ذوی الارحام کی تیسری قسم میں اخیافی بھائی بہنوں کی اولادیں ہوں اور ان سے مقدم کوئی مستحق وارث نہ ہو تو مذکر و مؤنث کو برابر برابر حصہ ملے گا اس میں مذکر و مؤنث پر کوئی فضیلت نہیں ہو گی ۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۱ ، بحرالرائق ج ۸ ص ۵۰۹ ، شریفیہ ص ۱۱۱ ، طحطاوی ج ۴ ص ۴۰۰)

ذوی الارحام کی چوتھی قسم کا بیان

مسئلہ۱: چوتھی قسم کے ذوی الارحام میں وہ رشتہ دار ہیں جو میت کے دادا دادی نانا نانی کی اولاد میں ہوں جیسے ماموں ، خالہ پھوپھی اور باپ کے ماں شریک بہن بھائی اسی طرح ان کی اولادیں اور چچا کی مؤنث اولادیں ۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۹ ، شریفیہ ص ۱۱۵)

مسئلہ۲: اگر چوتھی قسم میں کا صرف ایک ہی ذو رحم ہو اور پہلی تین قسموں میں سے کوئی نہ ہو تو کُل اسی کو مل جائے گا ۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۲ ، شریفیہ ص ۱۱۵)

مسئلہ۳: ان کی اولادوں میں جو میت سے زیادہ قریب ہو گا وہ وارث ہو گا بعید والا وارث نہیں ہو گا ۔ یہ قریب خواہ باپ کی جانب کا ہو یا ماں کی جانب کا اور خواہ مذکر ہو یا مؤنث ۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۴۶۳ ، شریفیہ ص ۱۱۷)

مثال۔۱۔ مسئلہا

بنت العمة یعنی پھوپھی کی بیٹی	بنت بنت العمة یعنی پھوپھی کی بیٹی کی بیٹی
ا	م

مثال۔۲۔ مسئلہا

بنت العمة. پھوپھی کی بیٹی	ابن بنت العمة پھوپھی کی بیٹی کا بیٹا
ا	م

مثال۔۳۔ مسئلہا

بنت الخالة.خالہ کی بیٹی	بنت بنت الخالة .خالہ کی بیٹی کی بیٹی
ا	م

مثال۔۴۔ مسئلہا

بنت الخالة. خالہ کی بیٹی	ابن بنت الخالة . خالہ کی بیٹی کا بیٹا
ا	م

مثال۔۵۔ مسئلہا

بنت العمة	بنت بنت الخالہ
ا	م

مثال۔۶۔ مسئلہا

بنت الخالہ	ابن بنت العمة
ا	م

مندرجہ بالا مثالوں میں جوقریب تھاوہ وارث ہوااوربعید والا وارث نہ ہوا۔

مسئلہ۴: ان ذوی الارحام میں درجہ میں مساوی چندموجود ہوں خواہ سب باپ کی جانب کے ہوں یا سب ماں کی جانب کے ہوں یا کچھ باپ کی جانب کے یا کچھ ماں کی جانب کےتو ان میں سے جو وارث کی اولاد ہوگا وہ

ذوی الارحام کی اولاد کے مقابلہ میں راجح ہوگا۔یعنی وارث کی اولاد کوترکہ ملے گا اور ذی رحم کی اولاد کونہیں ملے گا۔(مبسوط ج۳۰ص۲۱)

مثال۔۱۔ مسئلہ۱

بنت العم	بنت العمه
۱	م

مثال۔۲۔ مسئلہ۳

بنت الخال ماموں کی بیٹی	ابن الخاله خاله کا بیٹا
۱	۲

مثال۔۳۔ مسئلہ۱

بنت العم چچا کی بیٹی	ابن الخال ماموں کا بیٹا
۱	م

توضیح مثال۱: چچا کی بیٹی اور پھوپھی کی بیٹی دونوں رشتہ میں مساوی ہیں اور دونوں کی قرابت بھی باپ کی طرف سے ہے لیکن چچا کی بیٹی عصبہ کی اولاد ہے اور پوپھی کی بیٹی ذوی الارحام کی اولاد ہے اس لئے کُل مال چچا کی بیٹی کو ملے گا اور پھوپھی کی بیٹی محروم ہوگی۔

توضیح مثال۲: ماموں کی بیٹی اور خالہ کا بیٹا دونوں رشتہ میں برابر ہیں اور دونوں ماں کی جانب سے ہیں اور ان میں وارث کی اولاد کوئی نہیں ہے اس لئے دونوں وارث ہوں گے تین حصے کر کے دو حصے خالہ کے بیٹے کو اور ایک حصہ ماموں کی بیٹی کو ملے گا۔

توضیح مثال۳: چچا کی بیٹی اور ماموں کا بیٹا دونوں رشتہ میں تو برابر ہیں مگر چچا کی بیٹی کی رشتہ داری باپ کی جانب سے ہے اور ماموں کے بیٹے کی رشتہ داری ماں کیجانب سے ہے لیکن چچا کی بیٹی عصبہ کی اولاد ہے اور ماموں کا بیٹا ذی رحم کی اولاد ہے اس لئے چچا کی بیٹی کوکُل مال مل جائے گا اور ماموں کا بیٹا محروم ہوگا۔

مسئلہ۵: اگر درجہ میں مساوی صرف ایک جانب کے ذوی الارحام نہ ہوں اور ان میں وارث کی اولاد کوئی نہ ہوتو ان

میں قوتِ قرابت بھی وجہ ترجیح ہوگی یعنی حقیقی رشتہ دار علاتی پر راجح ہوگی اور علاتی اخیافی پر اور اگر دونوں کے ذوی الارحام ہوں گے تو ایک جانب کی قوتِ قرابت دوسری جانب پر اثر انداز نہیں ہوتی بلکہ دوتہائی حصہ باپ کے طرف والوں کو اور ایک تہائی ماں کے طرف والوں کو ملے گا۔ اور ایک حیثیت کے مساوی ذوی الارحام میں ہر جگہ اس اصول پر بھی عمل کیا جائے گا للذکر مثل حظ الانثیین۔ (مبسوط ج ۳۰ ص ۲۱)

مثال ۔۱۔ مسئلہ ا

اخیافی پھوپھی کا بیٹا	علاتی پھوپھی کا بیٹا	حقیقی پوپھی کا بیٹا
م	م	ا

توضیح مثال ا: چونکہ تینوں پھپھیوں کے بیٹے قرابت میں برابر ہیں مگر حقیقی پھوپھی کے بیٹے کی قرابت ماں اور باپ دونوں جانب سے ہے اس لئے وہ علاتی اور اخیافی پھپھیوں کے بیٹوں پر راجح ہوگا اور کُل مال اس کو مل جائے گا اور وہ دونوں محروم ہو جائیں گے۔

مثال ۔۲۔ مسئلہ ا

اخیافی پھوپھی کا بیٹا	علاتی پھوپھی کا بیٹا
م	ا

توضیح مثال ۲: دونوں پھپھیوں کے بیٹے درجہ میں برابر ہیں مگر علاتی پھوپھی کے بیٹے کی قرابت باپ میں شرکت کی وجہ سے ہے اور اخیافی پھوپھی کے بیٹے کی قرابت باپ کی ماں کی وجہ سے ہے باپ کی قرابت ماں کی قرابت سے قوی ہے۔ لہٰذا علاتی پھوپھی کا بیٹا وارث ہوگا اخیافی پھوپھی کا بیٹا وارث نہیں ہوگا۔

مثال ۔۳۔ مسئلہ ا

اخیافی ماموں کا بیٹا	علاتی ماموں کا بیٹا	حقیقی ماموں کا بیٹا
م	م	ا

توضیح مثال ۳: تینوں ماموں کے بیٹے درجہ میں برابر ہیں اور سب کی قرابت ماں کی وجہ سے ہے لیکن حقیقی ماموں کے بیٹے کی رشتہ داری نانا نانی دونوں کی وجہ سے ہے اور علاتی ماموں کے بیٹے کی قرابت صرف نانا سے ہے اور اخیافی

ماموں کے بیٹے کی قرابت صرف نانی کی وجہ سے ہے لہٰذا حقیقی ماموں کا بیٹا وارث ہوگا اور دوسرے دونوں ماموں کے بیٹے محروم ہوں گے۔

مثال۔۴۔　مسئلہ ا

علاتی خالہ کی بیٹی	اخیافی خالہ کی بیٹی
ا	م

توضیح مثال ۴: علاتی اخیافی دونوں خالاؤں کی بیٹیاں درجہ میں مساوی ہیں اور دونوں کی رشتہ دری ماں کی جانب سے ہے لیکن علاتی خالہ کی بیٹی کی رشتہ داری ماں کے باپ یعنی نانا کی وجہ سے ہے اور اخیافی خالہ کی بیٹی رشتہ داری ماں کی ماں یعنی نانی کی وجہ سے ہے۔ باپ کی رشتہ داری ماں کی رشتہ داری سے قوی ہے۔ لہٰذا کُل مال علاتی خالہ کی بیٹی کو مل جائے گا اور اخیافی خالہ کی بیٹی محروم ہوگی۔

مثال۔۵۔　مسئلہ ا

علاتی پھوپھی کا بیٹا	حقیقی ماموں کا بیٹا
۲	ا

توضیح مثال ۵: علاتی پھوپھی کا بیٹا اور حقیقی ماموں کا بیٹا درجہ میں دونوں برابر ہیں لیکن جہت قرابت علیحدہ علیحدہ ہے پھوپھی کے بیٹے کی قرابت باپ کی جانب سے ہے اور صرف دادا کی وجہ سے ہے اور ماموں کے بیٹے کی قرابت ماں کی جانب سے ہے اور اس کی قرابت نانا نانی دونوں کی جانب سے ہے تو جہتِ قرابت مختلف ہونے کی وجہ سے ماموں کے بیٹے کی قوتِ قرابت سے چچا کا بیٹا ضعفِ قرابت کے باوجود محروم نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۶: جہت قرابت مختلف ہونے کے بعد جیسا اوپر بیان کیا گیا قوتِ قرابت وجہ ترجیح نہیں ہوتی ہے بلکہ باپ کے طرف والے ذوی الارحام کو دو حصے اور ماں کی طرف والے ذوی الارحام کو ایک حصہ ملتا ہے پھر باپ کی طرف والے رشتہ دار ایک فریق بن جائیں گے اور ماں کی طرف کے رشتہ دار ایک فریق۔ ان میں آپس میں قوتِ قرابت سے ترجیح ہوگی اور ہر فریق میں اگر صرف مذکر یا مؤنث ذوی الارحام ہوں تو ان کو برابر حصہ ملے گا اور اگر مختلف ہوں تو للذکر مثل حظ الانثیین پر بھی عمل ہوگا۔

مثال۔۳۔ مسئلہ۳x۳ ف ۹

حقیقی خالہ کی بیٹی	حقیقی ماموں کا بیٹا	حقیقی پھوپھی کی بیٹی	حقیقی پھوپھی کا بیٹا
۱	۱ ۲	۲	۲ ۴

توضیح مثال۳: پھوپھی کے بیٹے اور بیٹی کی رشتہ داری باپ کی جانب سے ہے اور ماموں کے بیٹے اور خالہ کی بیٹی کی رشتہ داری ماں کی جانب سے ہے اس لئے تین سے مسئلہ کر کے دو حصے پھوپھی کی اولاد کو ایک اور ایک حصہ ماموں اور خالہ کی اولاد کو دیا گیا۔ پھر پھوپھی کی اولاد علیحدہ ایک فریق ہو کر اپنا حصہ اس طرح تقسیم کریں گے کہ مذکر کو دو حصے اور مؤنث کو ایک حصہ ملے گا اسی طرح ماموں کا بیٹا اور خالہ کی بیٹی ایک فریق بن کر اپنا حصہ اس طرح تقسیم کر لیں گے کہ ماموں کے بیٹے کو دو حصے اور خالہ کی بیٹی کو ایک حصہ ملے گا اس لئے تین سے تصحیح کر کے نو سے مسئلہ ہو گیا ان میں کے دو تہائی یعنی چھ باپ کے فریق والوں کے ہیں وہ اس طرح تقسیم ہو گئے کہ چار پھوپھی کے بیٹے نے اور دو پھوپھی کی بیٹی نے لے لئے اور ماں کی طرف والے ماموں کے بیٹے اور خالہ کی بیٹی نے نو کا ایک تہائی یعنی تین اس طرح تقسیم کر لیا کہ دو ماموں کے بیٹے نے اور ایک خالہ کی بیٹی نے لے لیا۔

مثال۔۱۔ مسئلہ۳x۲ ت ۶

حقیقی خالہ کا بیٹا	حقیقی ماموں کا بیٹا	علاتی پھوپھی کی بیٹی	علاتی پھوپھی کی بیٹی
۱	۱ ۱	۲	۲ ۲

توضیح مثال۱: پھوپھی اور ماموں خالہ کی اولادیں درجہ میں برابر ہیں اور جہتِ قرابت میں مختلف اس لئے تین سے مسئلہ کر کے دو باپ کے قرابت والے پھوپھی کی بیٹیوں کو اور ایک ماں کی قرابت والے ماموں اور خالہ کے بیٹوں کو دیا گیا۔ پھر تین سے تصحیح کر کے مسئلہ کو صحیح کر دیا گیا یہاں ماں کی قرابت ماموں اور خالہ قوتِ قرابت رکھتے تھے مگر ان کی قوتِ قرابت نے باپ کی طرف علاتی چچا کی اولاد کو محروم نہ کیا۔

توضیح مثال۲: باپ اور ماں دونوں کی جانب کے ذوی الارحام ہیں اور درجہ میں سب برابر ہیں اور حقیقی پھوپھی کا بیٹا قوی قرابت رکھتا ہے لیکن جہت مختلف ہونے کی وجہ سے وہ ماں کی طرف والے ذوی الارحام علاتی ماموں کے بیٹے اور اخیافی خالہ کی بیٹی کو محروم نہیں کرے گا لہٰذا تین حصے کر کے دو حصے باپ کے طروالے ذوی الارحام کو ایک حصہ ماں کی طرف والے ذوی الارحام کو دیا گیا پھر ہر فریق میں قوت قرابت نے اثر کیا تو حقیقی پھوپھی

کے بیٹے نے اپنے فریق کا کُل حصہ یعنی دوسہام لے لیا اور علاتی پھوپھی کا بیٹا محروم ہوگیا اسی طرح ماں کی طرف والے ذوی الارحام میں علاتی ماموں کے بیٹے نے قوت قرابت کی وجہ سے اپنے فریق کا پورا حصہ ایک سہام لے لیا اور اخیافی خالہ کی بیٹی کو محروم کر دیا۔

مثال۔۲۔ مسئلہ۳

حقیقی پھوپھی کا بیٹا	علاتی پھوپھی کا بیٹا	علاتی ماموں کا بیٹا	اخیافی خالہ کی بیٹی
۲	م	۱	م

مخنثین کی میراث کا بیان

اگر چہ اس کا موقع شاذونادر ہی آتا ہے تاہم اگر آجائے تو حکم شرع معلوم ہونا ضروری ہے اس لئے ہم کتاب کی تکمیل کے لئے اس باب کو شامل کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

مسئلہ۱: مخنث وہ شخص ہے جس میں مرد اور عورت دونوں کے اعضاء ہوں یا دونوں میں سے کوئی عضو نہ ہو۔ اگر دونوں عضو ہوں تو یہ دیکھا جائے گا کہ وہ پیشاب کون سے عضو سے کرتا ہے اگر مردانہ عضو سے پیشاب کرتا ہے تو مرد کا حکم ہے اور اگر زنانہ عضو سے پیشاب کرتا ہے تو عورت کا حکم ہے اور اگر دونوں سے پیشاب کرتا ہے تو یہ دیکھا جائے گا پہلے پیشاب کون سے عضو سے کرتا ہے۔ جس سے پہلے پیشاب کرے گا اس کا حکم ہوگا اور اگر دونوں عضو سے ایک ساتھ پیشاب کرتا ہے تو اس کو خنثیٰ مشکل کہتے ہیں۔ یعنی اس کے مرد و عورت ہونے کا کچھ پتہ نہیں چلتا اسی کے احکام یہاں بیان کئے جاتے ہیں اور یہ حکم اس وقت ہے جبکہ وہ بچہ ہے اور اگر بلوغ کی عمر کو پہنچ گیا اور اس کو داڑھی نکل آئی یا مردوں کی طرح احتلام ہو یا جماع کرنے کے لائق ہو جائے تو اسے مرد مانا جائے گا اور اگر اس کے پستان ظاہر ہوئے یا ماہواری آئی تو عورت مانا جائے گا اور اگر دونوں قسم کی علامتیں نہ پائی گئیں یا دونوں قسم کی علامتیں پائی گئیں جب بھی خنثیٰ مشکل کہلائے گا۔ (درمختار وشامی ج ۵ ص ۶۳۶، بزازیہ، عالمگیری ج ۶ ص ۴۷۶، عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۷)

مسئلہ۲: خنثیٰ مشکل کا حکم یہ ہے کہ اس کو مذکر و مؤنث مان کر جس صورت میں کم ملتا ہے وہ دیا جائے گا اور اگر ایک صورت میں اسے حصہ ملتا ہے اور ایک صورت میں نہیں ملتا تو نہ ملنے والی صورت اختیار کی جائے گی۔
(درمختار وشامی ج ۵ ص ۶۳۸)

مثال۔۱۔ مسئلہ۵

ابن	بنت	خنثیٰ	
۲	۱	۲	(بصورت مفروضہ مذکر)

مسئلہ۴

ابن	بنت	خنثیٰ	
۲	۱	۱	(بصورت مفروضہ مؤنث)

تشریح: اگر خنثیٰ کو لڑکا مانتے ہیں تو اسے ۵ حصوں میں سے دو حصے ملتے ہیں اور اگر اسے لڑکی مانتے ہیں تو چار حصوں میں سے ایک حصہ ملتا ہے اور ظاہر ہے کہ ۲/۵ ۱/۴ سے زیادہ ہے لہٰذا اس کو مؤنث والا حصہ یعنی ۱/۴ دیا جائے گا۔

مثال۔۲۔ مسئلہ۲

زوج	حقیقی بہن	خنثیٰ	
۱	۱	م	(باپ کی طرف سے مفروضہ بھائی)

مسئلہ۶ تعول الی ۷

زوج	حقیقی بہن	خنثیٰ	
۳	۳	۱	(باپ کی طرف سے مفروضہ بہن)

تشریح: اگر خنثیٰ کو باپ کی طرف سے بھائی قرار دیا جائے تو وہ عصبہ بنے گا اور اس کے لئے کچھ نہ بچے گا اس لئے کہ نصف شوہر کا اور نصف حقیقی بہن کا فرض حصہ ہے اور عصبہ کو اس وقت ملتا ہے جب ذوی الفروض سے کچھ بچے اور جب خنثیٰ کو باپ کی طرف سے بہن فرض کیا گیا تو وہ ذوی الفروض میں سے ہے اور ۶ سے مسئلہ بنانے کے بعد نصف یعنی ۳ شوہر کو ملے اور نصف حقیقی بہن کو اور خنثیٰ کو چھٹا حصہ یعنی ایک، بہنوں کا دوتہائی حصہ

پورا کرنے کے لئے اور مسئلہ عول ہو کرے سے ہو گیا لہٰذا خنثیٰ کو مذکر مان کو محروم رکھا جائے گا۔ (شریفیہ ص ۱۲۶، عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۷)

حمل کی وراثت کا بیان

اگر تقسیم وراثت کے وقت بیوی کے پیٹ میں بچہ ہے تو اس کا حصہ محفوظ رکھا جائے گا جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

مسئلہ ۱: بچہ ماں کے پیٹ میں زیادہ سے زیادہ دو سال رہ سکتا ہے اور کم از کم مدت حمل چھ ماہ ہے۔

مسئلہ ۲: اگر حمل میت کا ہے اور دو سال کے دوران بچہ پیدا ہوا اور عورت نے ابھی تک عدت ختم ہونے کا اقرار نہ کیا ہو تو یہ بچہ وارث بھی ہوگا اور اس کے مال کے اور لوگ بھی وارث ہوں گے اور اگر دو سال پورے ہونے کے بعد بچہ پیدا ہوا تو یہ بھی وارث نہیں ہوگا اور اس کا بھی کوئی وارث نہیں ہوگا۔ (شامی ج ۵ ص ۷۰۲، سراجی ص ۵۸)

مسئلہ ۳: حمل سے پیدا ہونے والا بچہ اس وقت وارث ہوگا جب کہ وہ زندہ پیدا ہوا ہو یا اس کا اکثر حصہ زندہ باہر ہوا ہو اور زندگی کو اس طرح مانا جائے گا کہ وہ روئے یا چھینکے یا کوئی آواز نکالے یا اس کے اعضا حرکت کریں۔ (تبیین ج ۶ ص ۲۴۱، سراجی ص ۵۸، شامی ج ۵ ص ۷۰۱، عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۶)

مسئلہ ۴: اگر بچہ اس طرح پیدا ہوا کہ اس کا پہلے سر نکلا تو سینہ پر دار و مدار ہے اگر سینہ زندہ رہ کر نکل آیا تو وارث ہوگا اور اگر سینہ نکلنے سے پہلے مر گیا تو وارث نہیں ہوگا اور اگر پیر پہلے نکلے ہیں تو ناف کا اعتبار ہوگا اگر ناف ظاہر ہونے تک زندہ تھا تو وارث ہوگا ورنہ نہیں۔ (سراجی ص ۵۹، عالمگیری ج ۶ ص ۴۵۶)

مسئلہ ۵: بہتر تو یہ ہے کہ ترکہ تقسیم کرنے میں بچہ کی پیدائش کا انتظار کر لیا جائے تاکہ حساب میں کوئی تبدیلی نہ کرنا پڑے اور اگر ورثا انتظار کرنے کو تیار نہ ہوں تو حمل کے احکام پر عمل کیا جائے۔

مسئلہ ۶: حمل کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) میت کا حمل ہے (۲) میت کے علاوہ کسی دوسرے رشتہ دار کا حمل ہو جو میت کا وارث بن سکتا ہو۔

اگر میت کا حمل ہے تو اس کو لڑکا فرض کرنے اور لڑکی فرض کرنے کی صورتوں میں سے جس صورت میں زیادہ حصہ ملتا ہے وہ حصہ محفوظ رکھا جائے گا۔

حمل کا حصہ نکالنے کا قاعدہ

مسئلہ ۷: ایک مرتبہ حمل کو مذکر مان کر مسئلہ نکالا جائے اور ایک مرتبہ حمل کو مؤنث مان کر مسئلہ نکالا جائے پھر دونوں مسئلوں کی تصحیح میں اگر توافق ہو تو ہر ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دیا جائے اور اگر دونوں تصحیح میں تباین ہو تو ہر تصحیح میں ضرب دے دیا جائے اور دونوں صورتوں میں حاصل ضرب دونوں مسئلوں کی تصحیح

قرار پائے گی اور دونوں مسئلوں میں سے ہر وارث کو جو سہام ملے ہیں ان میں بھی یہ عمل کیا جائے کہ دونوں مسئلوں کی تصحیح میں توافق ہونے کی صورت میں ایک مسئلہ کے وفق تصحیح کو دوسرے مسئلہ میں سے ہر وارث کے سہام کو ضرب دی جائے اور دونوں تصحیحوں میں تباین کی صورت میں ہر تصحیح کو دوسری تصحیح میں سے ہر وارث کے سہام کو ضرب دیجائے اب دونوں مسئلوں میں ہر وارث کے حصوں کو دیکھا جائے جو کم ہو وہ ہر وارث کو اس وقت دے دیا جائے اور جتنا زیادہ ہے وہ محفوظ رکھا جائے گا بچہ پیدا ہونے کے بعد جو مال محفوظ رکھا گیا تھا اس میں سے جس وارث کے حصہ میں سے کاٹ کر اسے کم دیا گیا تھا اس کا حصہ پوا رکر دیا جائے گا اور اگر وہ اپنا حصہ لے چکا تھا تو اس کے حصہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی اور حمل سے پیدا ہونے والا بچہ اپنا

مثال اوّل

مسئلہ ۲۴		۲۴ x ۸		۲۱۶
اب	ام	زوجہ	بنت ۱۳	حمل (مضروضہ لڑکا)
۴	۴	۳	۱۱۷	
۳۶	۳۶	۲۷	۳۹	۷۸

مسئلہ ۲۴	تعول الی ۲۷ x ۸		۲۱۶	
اب	ام	زوجہ	بنت	حمل (مضروضہ لڑکی)
۴	۴	۳	۸	۸
۳۲	۳۲	۲۴	۶۴	۶۴

حصہ لے لے۔

توضیح: حمل کو مذکر ماننے کی صورت میں مسئلہ ۲۴ سے تھا اور مؤنث ماننے کی صورت میں مسئلہ ۲۷ سے تھا اور ۲۴ اور ۲۷ میں توافق بالثلث ہے یعنی ۳ دونوں کو تقسیم کر دیتا ہے اس لئے ۲۴ کے وفق کو ۲۷ میں ضرب دیا تو ۲۱۶ ہوا اور ۲۷ کے وفق ۹ کو ۲۴ میں ضرب دیا جب بھی ۲۱۶ ہوئے لہٰذا اب دونوں مسئلوں کی تصحیح ۲۱۶ ہے اور حمل کو مذکر ماننے کی صورت میں عدد تصحیح ۲۴ تھا اس کا وفق ۸ ہے لہٰذا ۸ کو دوسرے مسئلہ کی تصحیح ۲۷ میں سے ہر وارث کو جو سہام ملے تھے اس کو ضرب دیا گیا اور حمل کو مؤنث ماننے کی صورت میں تصحیح کا عدد ۲۷ تھا اس کا وفق ۹ ہے اس لئے ۹ کو دوسرے مسئلے میں سے ہر وارث کے سہام کو ضرب دیا گیا اب دونوں مسئلوں میں ہر وارث کے حصوں کو دیکھا باپ کو پہلے مسئلہ میں ۳۶ اور دوسرے مسئلے میں ۳۲ سہام ملے اس لئے اس کو ۳۲ دے دیئے

جائیں گے اور چار سہام محفوظ رکھے جائیں گے۔اسی طرح ماں کو بھی پہلے مسئلہ میں ۳۶ اور دوسرے میں ۳۲ سہام ملے اس لئے اس کو ۳۲ دیئے جائیں گے اور چار سہام محفوظ رکھے جائیں گے۔ بیوی کو پہلے مسئلہ میں ۲۷ اور دوسرے مسئلہ میں ۲۴ سہام ملے ۲۴ اس کو دے دیئے جائیں گے اور ۳ محفوظ رکھے جائیں گے۔لڑکی کو پہلے مسئلہ میں ۳۹ اور دوسرے مسئلہ میں ۶۴ سہام ملے اس لئے ۳۹ دیئے جائیں گے اور ۲۵ سہام محفوظ رکھے جائیں گے پھر اگر حمل سے لڑکا پیدا ہوا تو ۷۸ سہام جو پہلے مسئلہ میں اسے ملے تھے اس کو دے دیئے جائیں گے اور باپ کے جو ۴ سہام محفوظ تھے وہ اسکو اور ماں کے جو ۴ سہام محفوظ تھے وہ اس کو اور بیوی کے تین سہام محفوظ تھے وہ اس کو دے دیئے جائیں گے۔اس طرح ۲۱۶ سہام پورے ہو جائیں گے اور اگر حمل سے لڑکی پیدا ہوئی تو ماں باپ اور بیوی اپنا پورا حصہ لے چکے ہیں ان کو محفوظ سہام سے کچھ نہیں ملے گا۔لیکن بیٹی کے جو ۲۵ سہام محفوظ تھے وہ اس کو دے دیئے جائیں گے۔اور ۶۴ سہام پیدا ہونے والی لڑکی کو دے دیئے جائیں گے۔اس طرح پھر مجموعہ ۲۱۶ سہام پورا ہو جائے گا اور اگر حمل سے مردہ بچہ پیدا ہوا تو لڑکی نصف مال کی مستحق تھی اور اسے ۳۹ سہام دیئے گئے تھے لہٰذا اس کو ۶۹ سہام اور دے دیئے جائیں گے اس طرح اس کا کُل حصہ ۲۱۶ کا نصف ۱۰۸ سہام ہو جائے گا اور ماں اور باپ کے ۴،۴ سہام جو کاٹے گئے تھے وہ ان کو دیدیئے جائیں گے اور ۳ سہام بیوی کے کاٹے گئے تھے وہ اس کو دیدیئے جائیں گے اور ۹ سہام محفوظ مال میں سے بچیں گے وہ باپ کو عصبہ ہونے کی وجہ سے دے دیئے جائیں گے۔

مسئلہ ۷x۶　　تصح ۴۲

(زوجہ خلع سے مطلقہ بائنہ محروم)	حمل مضروضہ لڑکا	بنت	ابن	ابن
	۲ / ۱۲	۱ / ۶	۲ / ۱۲	۲ / ۱۲

مسئلہ ۷x۶　　تصح ۴۲

(زوجہ خلع سے مطلقہ بائنہ)	حمل مضروضہ لڑکی	بنت	ابن	ابن

توضیح: حمل کو مذکر ماننے کی صورت میں مسئلہ ۷ سے ہوا تھا۔اور مؤنث ماننے کی صورت میں ۶ سے اور ۶ اور ۷ میں تباین ہے اس لئے ۷ سے دوسرے مسئلہ کی تصحیح ۶ میں ضرب دیا تو ۴۲ ہوئے اور دوسرے مسئلہ کی تصحیح ۶ کو ۷

میں ضرب دیا جب بھی ۴۲ ہوئے اسی طرح پہلے مسئلہ کی تصحیح ۷ کو دوسرے مسئلہ میں سے وارثوں کے ہر حصہ کوضرب دیا اور دوسرے مسئلہ کی تصحیح ۶ سے پہلے کی تصحیح میں سے ہر وارث کے حصہ کوضرب دیا تو لڑکوں کو حمل مذکر ماننے کی صورت میں ۱۲، ۱۲ سہام اور لڑکی کو ۶ سہام ملے اور حمل کو مؤنث ماننے کی صورت میں لڑکوں کو ۱۴، ۱۴ سہام اور لڑکی کو ۷ سہام ملے لہٰذا کم والے حصے یعنی لڑکوں کو ۱۲، ۱۲ اور لڑکی کو ۶ سہام دے دیئے جائیں گے اور باقی ۱۲ سہام محفوظ رکھے جائیں گے اگر حمل سے لڑکا پیدا ہوا تو اس کو ۱۲ سہام دے دیئے جائیں گے وہی اس کا پورا حصہ تھا اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو اس کے حصہ کے ۷ سہام اس کو دے دیئے جائیں گے اور ۲، ۲ سہام ہر لڑکے کو اور ایک سہام لڑکی کو دے کر ان کے حصے پورے کر دیئے جائیں گے۔ اس لئے کہ اب وہ زیادہ کے مستحق ہیں زوجہ خلع سے طلاق بائن حاصل کرنے کی وجہ سے محروم رہے گی۔

مسئلہ ۵: اگر میت کے علاوہ کسی دوسرے کا حمل ہو تو مورث کی موت کے چھ ماہ یا اس سے کم میں بچہ پیدا ہونے سے وارث ہوگا اور چھ ماہ کے بعد پیدا ہونے سے وارث نہیں ہوگا لیکن اگر چھ ماہ کے بعد پیدا ہوا اور عورت نے عدت ختم ہونے کا اقرار نہ کیا ہو اور دوسرے ورثا یہ اقرار کریں کہ یہ حمل میت کی موت کے وقت موجود تھا تو چھ ماہ کے بعد پیدا ہونے سے بھی وارث ہو جائے گا۔ (شامی ج ۵ ص ۷۰۲، شریفیہ ص ۱۳۲، سراجی ص ۵۸، عالمگیر ج ۶ ص ۴۵۵)

مسئلہ ۶: مذکورہ بالا صورت میں بھی وہی حکم ہے کہ حمل کو مذکر و مؤنث مان کر علیحدہ علیحدہ دو مسئلے بنائیں جائیں گے اور ورثا کو دونوں مسئلوں میں سے جو ملتا ہوگا وہ دے دیا جائے گا اور باقی محفوظ رکھ کر بچہ پیدا ہونے کے بعد جو صورت ہوگی اس پر عمل کیا جائے گا۔ (شامی ج ۵ ص ۷۰۲)

مسئلہ۶x۴ ۲۴ ھندہ

زوج	ماں حاملہ	حمل مفروضہ مذکر
۳/۱۲	۲/۸	۱/۴

مسئلہ۶ تعول الی ۸x۳=۲۴ ھندہ

زوج	ماں حاملہ	حمل مفروضہ مؤنث
۳/۹	۲/۶	۳/۹

توضیح: حمل مذکر ماننے کی صورت میں شوہر کو۱۲ سہام اور حمل کو مؤنث ماننے کی صورت میں ۹ سہام ملیں گے لہٰذا اسے ۹ سہام دے دیئے جائیں گے اور ۳ سہام محفوظ رکھے جائیں گے ماں کو حمل مذکر ماننے کی صورت میں ۸ سہام اور مؤنث ماننے کی صورت میں ۶ سہام ملیں گے لہٰذا اسے ۶ سہام دیئے جائیں گے۔ اس طرح دونوں کو ۱۵ سہام دینے کے بعد ۹ سہام محفوظ رہیں گے۔ اگر حمل سے لڑکی پیدا ہوئی تو یہ ۹ سہام اس کا حصہ ہے اس کو دے دیئے جائیں گے اور شوہر اور ماں اپنا پورا حصہ لے چکے تھے اس لئے کوئی تبدیلی نہیں ہوگی اور حمل سے لڑکا پیدا ہوا تو یہ بچہ ۴ سہام کا مستحق ہے لہٰذا ۴ سہام اس کو دے دیئے جائیں گے اور تین سہام شوہر کو اور ۲ سہام ماں کو دیدیئے جائیں گے کیونکہ وہ اس کے مستحق ہیں اور انہیں کے حصہ سے یہ سہام محفوظ کئے گئے تھے۔ اس مسئلہ میں حمل کو لڑکا فرض کرنے کی صورت میں چونکہ وہ بھائی ہے اس لئے عصبہ ہوگا اور ماں اور شوہر ذوی الفروض میں سے ہیں ان دونوں کا فرض حصہ نکالنے کے بعد جو باقی بچا وہ اس کو دے دیا گیا اور حمل کو مؤنث ماننے کی صورت میں وہ حقیقی بہن ہوگی اور ذوی الفروض میں ہونے کیوجہ سے نصف مال کی مستحق ہوگئی۔ لہٰذا ماں اور شوہر کے ساتھ مل کر اس کے حصے کی وجہ سے عول کیا گیا اور اسے اس کا فرض حصہ دیا گیا وہ عصبیت کے حصہ سے زیادہ ہے۔

مسئلہ ۷: حمل کی ان تمام صورتوں میں حمل میں ایک بچہ مان کر تخریج مسائل کی گئی ہے اس لئے اسی قول پر فتویٰ ہے لیکن یہ احتمال ہے کہ حمل سے ایک سے زیادہ بچے پیدا ہوئے ہوں اسلئے تمام وارثوں کی طرف ضامن لیا

جائے گا تا کہ اگر زیادہ بچے پیدا ہوں تو ان وارثوں سے مال واپس دلانے کا وہ ضامن ذمہ دار ہو۔(شامی ج۵ص۷۰۱،شریفیہ ص۱۳۲،سراجی ص۵۸)

مسئلہ ۸: ان تمام مسائل میں حصہ محفوظ رکھنے کا حکم ان وارثوں کے حق میں ہے جن کا حصہ زیادہ سے کمی کی طرف تبدیل ہو جاتا ہے اور جن کا حصہ تبدیل نہیں ہوتا ہے ان کے حق میں محفوظ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں مثلاً دادی، نانی اور حاملہ زوجہ اور جن وارثوں کی یہ حالت ہو کہ حمل کے مذکر و مؤنث ہونے کی صورت میں سے ایک صوررت میں محروم ہوتے ہیں اور ایک صورت میں وارث ہوتے ہیں تو انہیں کچھ نہیں دیا جائے گا اور ان کا حصہ محفوظ بھی نہیں رکھا جائے گا مثلاً بھائی اور چچا جب حاملہ زوجہ کے ساتھ ہوں تو اگر حمل سے لڑکا پیدا ہوا تو یہ لوگ محروم رہیں گے اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو یہ عصبہ ہو کر وارث ہو جائیں گے لہٰذا ان کے لئے کوئی حصہ محفوظ نہیں رکھا جائے گا۔(شامی ج۵ص۷۰۲)

گمشدہ شخص کی وراثت کا بیان

مسئلہ ا: اگر کوئی شخص گم ہو جائے اور اس کی زندگی یا موت کا کچھ علم نہ ہو تو وہ شخص اپنے مال کے اعتبار سے زندہ متصور ہوگا یعنی اس کے مال میں وراثت جاری نہ ہوگی مگر دوسرے کے مال کے اعتبار سے مردہ شمار ہوگا یعنی کسی سے اس کو وراثت نہ ملے گی۔(شریفیہ ص۱۳۷، سراجی ص ۲۶، عالمگیری ج ۶ ص ۵۵، شامی ج ۳ ص ۴۵۴)

مسئلہ۲: گمشدہ شخص کے مال کو محفوظ رکھا جائے گا یہاں تک کہ اس کی موت کا حکم دے دیا جائے اور اس کی مقدار صاحب فتح القدیر کی رائے میں یہ ہے کہ مفقود کی عمر کے ستر برس گذر جائیں تو قاضی اس کی موت کا حکم دے گا اور اس کی جو املاک ہیں وہ ان لوگوں پر تقسیم ہوں گی جو اس موت کے حکم کے وقت موجود ہیں۔(شریفیہ ص۱۵۲، فتح القدیر ج۸ص۴۴۵، بہارشریعت حصہ دہم ص۱۷، شامی ج۳ص۴۵۷)

مسئلہ۳: مفقود کا اپنا مال تو پورا محفوظ رکھا جائے گا تاوقتیکہ اس کی موت کا حکم دیا جائے اگر اس حکم سے پہلے وہ واپس آ گیا تو اپنے مال پر قبضہ کرے گا اور اگر واپس نہ آیا تو جس وقت موت کا حکم کیا جائے گا اس وقت جو وارث موجود ہوں گے ان پر تقسیم کر دیا جائے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔(شامی ج۳ص۴۵۴)

مسئلہ۴: مفقود کے کسی مورث کا انتقال ہوا جس کے وارثوں میں مفقود کے علاوہ دوسرے بھی ہیں تو جن ورثہ کا حصہ مفقود کی زندگی اور موت سے تبدیل نہیں ہوتا ہے ان کو پورا حصہ دے دیا جائے گا اور جو وارث مفقود کو زندہ ماننے سے محروم ہوتے ہیں اور مردہ ہونے سے وارث ہوتے ہیں ان کا حصہ ابھی محفوظ رکھا جائے گا تاوقتیکہ مفقود واپس آ جائے یا اس کی موت کا حکم کر دیا جائے اور جن وارثوں کا حصہ مفقود کو زندہ ماننے کی صورت میں کم ہوتا ہے اور مردہ ماننے کی صورت میں زیادہ ہوتا ہے تو ان کا کم حصہ دیا جائے گا اور باقی کو محفوظ رکھا جائے گا تاوقتیکہ مفقود کا حال معلوم ہو۔

مثال: زید کا انتقال ہوا اور اس کی دو بیٹی اور ایک مفقود بیٹا اور ایک پوتا اور دو پوتی ہیں اس میں اگر گمشدہ بیٹے کو زندہ مانا جائے تو پوتا پوتی محروم ہوتے ہیں اور دونوں بیٹیوں کو نصف مال اور مفقود کو نصف مال ملتا ہے اور اگر گمشدہ کو مُردہ مانا جائے تو پوتا پوتی وارث ہوں گے اور دونوں بیٹیوں کو دو تہائی حصہ ملے گا لہٰذا فی الحال ۱۲ سے مسئلہ کر کے تین تین سہام یعنی نصف مال دونوں بیٹیوں کو دے دیا جائے گا اور باقی چھ سہام محفوظ رکھے جائیں گے اگر مفقود آ گیا تو لے لیگا ورنہ اس کی موت کے حکم کے بعد ان چھ سہام میں سے دو سہام ایک ایک دونوں لڑکیوں کو اور دے کر ان کا دوتہائی حصہ پورا کر دیا جائے گا اور باقی چار سہام میں سے دو پوتے کو اور ایک ایک دونون پوتیوں کو دے دیا جائے گا کیونکہ بیٹا نہ ہونے کی صورت میں اسی طرح زید کا مال تقسیم ہوتا۔ (شامی ص ۴۵۶)

مرتد کی وراثت کا بیان

مسئلہ۱: جب مرتد مر جائے یا قتل کر دیا جائے یا دارالحرب بھاگ جائے اور قاضی اس کے دارالحرب چلے جانے کا فیصلہ دے دے تو جو کچھ اس نے اسلام کی حالت میں کمایا تھا وہ اس کے مسلمان وارثوں میں تقسیم ہوگا اور جو کچھ ارتداد کے زمانہ میں کمایا تھا وہ بیت المال میں چلا جائے گا۔ (شریفیہ ص ۱۵۴، شامی ج ۳ ص ۴۱۴، عالمگیری ج ۲ ص ۴۵۴، طحطاوی ج ۲ ص ۴۸۷)

مسئلہ۲: دارالحرب چلے جانے کے بعد جو اس نے کمایا ہے وہ بالاتفاق فیئ ہے اسے بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا۔

مسئلہ۳: مذکورہ احکام مرتد کے تھے لیکن مرتدہ (عورت) کی تمام کمائی خواہ کسی زمانے کی ہو مسلمان وارثوں میں تقسیم کر دی جائیں گی۔ (شریفیہ ص ۱۵۴)

مسئلہ۴: مرتد مرد اور عورت نہ تو مسلمان کے وارث ہوں گے اور نہ ہی مرتد کے۔ (شریفیہ ص ۱۵۵)

قیدی کی وراثت کا بیان

مسئلہ۱: وہ مسلمان جسے کافر قید کر کے لے گئے اس کا حکم عام مسلمانوں جیسا ہے وہ دوسروں کا وارث ہوگا اور اس کے انتقال کے بعد اس کے وارث اس کے مال سے ترکہ پائیں گے جب تک وہ اپنے مذہب پر باقی رہے گا اور اگر اس نے کافروں کی قید میں جانے کے بعد مذہب اسلام کو چھوڑ دیا تو اس پر وہی احکام ہوں گے جو مرتد کے ہیں اور اگر اس قیدی کی موت و زندگی کا کچھ علم نہ ہو تو اس کا حکم مفقود یعنی گمشدہ کا حکم ہوگا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ (شریفیہ ص ۱۵۶)

حادثات میں ہلاک ہونے والوں کا بیان

مسئلہ۱: اگر کسی حادثہ میں چند رشتہ دار ہلاک ہو جائیں اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ان میں پہلے کون ہلاک ہوا مثلاً جہاز

ڈوب گیا یا ہوائی جہاز گر گیا ٹرین بس وغیرہ کے حادثات یا آگ لگ گئی یا عمارت گر گئی اب ان کا حکم یہ ہے کہ یہ آپس میں تو کسی کے وارث نہ ہوں گے البتہ ان کا مال انکے زندہ وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ (شریفیہ ص ۱۵۶) ختم شد

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ ونور عرشہٖ قاسم رزقہ سیّدنا ومولٰنا محمّدو علٰے اٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین. برحمتک یا ارحم الراحمین.

مؤلفہ : مولانا مفتی وقارالدین ومفتی سیدشجاعت علی صاحبان